

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اٹھاؤں وال اجلاس (پانچویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 ستمبر 2022ء برداز جمعرات بہ طابق ۰۲ ریجیکٹ الاؤں ۱۴۴۴ ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک و ترجمہ	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	12
4	رخصت کی درخواستیں۔	12
5	مشترکہ تعزیتی مدتی قرارداد میجانب: میر عبدالقدوس بنجھو، سردار عبدالرحمٰن کھیزان، جناب محمد خان لہڑی، میرضیاء اللہ لگو اور جناب خلیل جارج بھٹو، ارکین صوبائی اسمبلی۔	
6	قرارداد نمبر 148 میجانب: جناب نصراللہ خان زیرے، رکن صوبائی اسمبلی۔	21
7	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	32

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب طاہر شاہ کا کڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 ستمبر 2022ء بروز جمعرات بہ طابق 02 رنچ الاول 1444 ہجری، بوقت شام 06 بجرا 15 منٹ پر زیر صدارت جناب عبدالواحد صدیقی، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا طَلَّهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ طَرَبَنَا لَا تُؤَاخِذُنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا حَرَبَنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا حَرَبَنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ حَوْلٌ وَأَعْفُ عَنَّا وَقْفَةً وَأَغْفِرُ لَنَا وَقْفَةً وَأَرْحَمْنَا وَقْفَةً
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ﴿۲۸۶﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: بِسِمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اللَّهُ تَكْلِيفُنِیں دیتا کسی کو مگر جس قدر رُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کما یا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگز رکر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر ٹو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔
مَا عَلِمْنَا إِلَّا أَبْلَاغُ

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

جناب محمد اکبر مینگل: مارشل جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی محمد اکبر مینگل صاحب؟

جناب محمد اکبر مینگل: یوسف مستی خان جو مارشل لاوں کے خلاف برس پیکار رہے، انہوں نے ہمیشہ مراحت کی سیاست کو اپنایا۔ وہ نیب کے سینٹر ارکین میں شمار ہوتے تھے۔ عوامی و رکرز پارٹی کے سربراہ تھے۔ بلوچوں کے جو پرانے گوٹھ ہیں جو قبضہ ہوتے تھے ان کے خلاف وہ ہمیشہ فرنٹ لائن پر رہتے تھے۔ آج وہ ہم میں نہیں رہے فوت ہو گئے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس خاص کر یوسف مستی خان کو ایک tribute کرے اور جدوجہد پر سیاسی کیریئر پر ان کے حق میں قرارداد پاس کرے اور خاص کر ان کے لئے فاتحہ خوانی بھی ہو۔

جناب چیئرمین: نہیں دعا پڑھنی ہے آپ نے تعزیت کی۔

جناب محمد اکبر مینگل: فاتحہ خوانی۔

جناب چیئرمین: جی فاتحہ پڑھیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب چیئرمین: جی اصغر خان۔

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب! ابھی اسمبلی کے باہر زمیندار آئے ہیں پورے بلوچستان میں زمیندار سراپا احتجاج ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دویشن قبل ایک بات کی تھی یہاں کے زمینداروں سے بات چیت کی جائے۔ اور زمینداروں کا غم کھایا جائے۔ آپ کو پتہ ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ حالیہ بارشوں میں جو نقصانات ہوئے ہیں۔ بالخصوص اس میں زمیندار طبقہ تباہ ہو گیا ہے۔ آج اسمبلی کے باہر ہمارے سفید ریش زمیندار حضرات اُس میں بڑے قابل احترام اور بہت معذور لوگ آج وہ سارے اسمبلی کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے کچھ مطالبات ہیں۔ میں، ملک نصیر شاہوں صاحب اور بابر حیم ہم نے ان سے بات چیت کی ہے۔ انہوں نے کوئی چھنکات ہمیں دیے ہیں جن میں ان کے نقصانات ہیں اور جو زرعی ٹیوب دیل کے حوالے سے جو بجلی کے بل ہیں ایک سال کے ان کو ختم کیا جائے۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: صحیح ہے میرے خیال میں ایک کمیٹی بنائے بھجوائیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! ہم نے ان سے تقریباً یہ بات کی ہے کہ آپ کے جو چھنکات ہیں یہ بالکل جائز ہیں۔ اور ہم نے کہا کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں کوئی پارہ آدمی جتنے بھی ہیں۔ تو ہم نے کہا کہ ہم اُس کمیٹی کو

حکومت کے ساتھ بٹھائیں گے، حکومت ان سے مذاکرات کر گی۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ سی ایم صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب اُس میئنگ ہوں اور اُس میں ہمارے جو چھنکات ہیں ان کو سامنے رکھا جائے تو کافی بہتر ہوگا جناب اسپیکر صاحب! حکومتی ارکان سے۔۔۔

جناب چینریز میں: میرے خیال میں اس طرح کر لیتے ہیں کہ پہلے جا کے ان سے مذاکرات کر لیں ان کا جو دھرنا ہے وہ ختم کر دیں۔

جناب اصغر علی ترین: مذاکرات تو ہو گئے۔

جناب اسد اللہ بلوج (وزیر زراعت و کاؤپریزوز): جناب اسپیکر صاحب! چونکہ ایگر لیکچر کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اس پر کچھ آپ کی اجازت سے۔ تو پورے ملک میں جہاں سیلا ب کی تباہ کاری ہوئی ہے۔ آج میں نے ٹی وی میں دیکھا، پنجاب میں بڑے پیمانے پر اور اسلام آباد کے ریڈزون میں بڑے پیمانے پر یہ میندار کسان حضرات احتجاج کر رہے تھے۔ بلوچستان میں جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو زمیندار ہیں ہر ایک متاثر ہوا ہے۔ اسمبلی کی فلور پر آپ ہی کے ساتھ سب نے اس پر debate کی قرارداد بھی ہم نے پاس کی جو نقصانات ہوئے ہیں اُس وقت اس کو اس قرارداد کا حصہ بھی ہم نے بنالیا۔ اُس وقت بھی میرا کہنا یہی تھا کہ مرکز اگر ہمیں سپورٹ کر سکتا ہے تو ان بڑے نقصانات میں ہم کسی نہ کسی طریقے سے اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے demand ہے کہ میں ہزار ٹکیٹر گھنٹے چھ لاکھ بلڈوزر ہاورز زدیے جائیں اور ہمارے زرعی قرضے معاف کیتے جائیں۔ ٹیوب ڈیلوں کے جو بقايا جات ہیں یہ معاف کیتے جائیں۔ تو مجموعی طور پر ہم نے اپنے demands بھی پیش کیتے ہیں اور ان کے جو اصولی وہ احتجاج کر رہے ہیں تین مہینے گزرنے کے بعد بیچاروں کو کچھ ملتا نہیں ہے۔ ہم نے ایک اعلیٰ سطح کی میئنگ کی ہے اُس میں سی ایم صاحب اور ہمارے چیف سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے ہم اپنا پیٹ کاٹ کے سولہ ارب روپے کے seeds جو اس وقت ضرورت ہے گندم کی، oil seeds کی جتنے بھی آج کل کے موسم کے حوالے سے جو ضرورت ہے تو ان کیلئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو کچھ نہ کچھ لیکن یہ تباہ کاری جو ہوئی ہے ہماری جو گنجائش ہے اس صوبے کی اس بحث کی اس پی ایس ڈی پی کی اس پوزیشن میں ہم نہیں ہیں۔ تو مرکز کیلئے ضروری ہے کہ اس وقت صرف وہ آکے دورہ نہ کرے نہ تقریر کرے صرف شبابی نہ دے، ضرورت ہے وزیر اعظم پاکستان سے بھیت ایگر لیکچر منسٹر اس وقت اس فلور پر اس حوالے سے جہاں سے اُپر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے یہ آواز میری لے جائیں کہ بلوچستان اس وقت زخمی ہے محروم ہے احساس کرتی میں جا رہا ہے اس پر رحم کیا جائے۔ اور جو زمینداروں کے چھنکات ہیں اس کو میں سپورٹ کرتا ہوں۔ ابھی ایک کمیٹی ہو جائے اُن سے جا کے ملیں گے پھر وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ اُن کی ملاقات کروائیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں اس سے متعلق مجھے جو یاد پڑتا ہے کہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اسمبلی کے تمام اراکین جاکے مرکز میں شہباز شریف سے جو ہمارے وزیر اعظم ہیں ان سے براہ راست ہم ملیں ان تمام مسائل پر جو انکو بریف کریں اور ان سے فیصلے لیں۔ اور اسد بلوچ صاحب! ایک قرارداد بھی پاس کی گئی تھی یہاں سے، تو میرے خیال میں ابھی جاکے ان سے ملیں، کوئی کمیٹی، لیکن پہلے تو ان لوگوں کو پہنچا دیں۔

جناب اصغر علی ترین: وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ تقریباً صوبائی حکومت نے تیرہ سے سولہ ارب تک کے بیج کی مد میں پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ اب ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں نہیں یہ پیسے نہیں چاہئے۔ ان پیسوں کو آپ ٹیوب دیل کی شکل میں اس کو آپ emerge کریں، آپ کسی اور شکل میں اسکو ہمیں نہ بیج لتا ہے اور نہ کھا دلتی ہے۔ کچھ ایسے پوائنٹس ہیں جن کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔ میر اسد بلوچ صاحب نے بجا فرمایا انہوں نے وفاق کی بات کی ہے لیکن یہ جو چھ نکالی اجنبیزے اس میں کچھ ایسے ہیں وہ بیڈوزر ہا اور زکا مطالبہ کر رہے ہیں روئی ٹریکٹرز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ بیج کے بجائے کسی اور چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تو ان کے کوئی کچھ ایسے مطالبات ہیں جن کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔ تو جو پوائنٹس صوبائی حکومت سے related ہیں تو آپ صوبائی حکومت سے بات کریں جیسے بھلی کے بل معاف کرنا ظاہر ہے کہ اگر صوبائی حکومت بل معاف کر لیں تو وفاقی حکومت بھی ساتھ دے گی۔ تو یہ فیڈرل کی بات ہے سب سیڈی دی جائے جو نقصانات ہوئے ہیں ان کا ازالہ کیسے ہو گا وہ پیسے کہاں سے آئیں گے ظاہر ہے فیڈرل دے گا۔ کچھ دوچار پوائنٹس ایسے ہیں جناب چیئرمین صاحب! جن کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔ تو گزارش ہے کہ میر اسد صاحب ہمارے ساتھ چلیں وہاں ان کو ہم نے، میں نے اور ملک نصیر شاہ وہاں صاحب اور با بور جیم صاحب نے ان سے بات کی ہے۔ ہم نے کہا کہ بارہ تیرہ رکنی کمیٹی بنائیں، میر اسد صاحب بھی ہونگے انہوں نے مطالبه ہی ایم صاحب کا کیا۔ ہم نے کہا سی ایم صاحب اگر ہاؤس میں آگئے تو آپ کو ان سے ملوائیں گے۔ اگر نہ ہو تو ہم آپ کوئی ایم صاحب کے پاس لے کے جائیں گے۔ توبات یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! کچھ پوائنٹس ایسے ہیں جن کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ میں نے پہلے آپ کو بتا دیا تھا کہ ایک کمیٹی جاکے ان نے ملے ان کو منا لے۔

صوبائی وزیر زراعت و کوآپریٹو: جناب چیئرمین صاحب!

جناب چیئرمین: جی اسد صاحب۔

صوبائی وزیر زراعت و کوآپریٹو: جناب چیئرمین صاحب! جہاں تک میرے فضل دوست کی رائے ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں بھی بیج نہیں چاہیے۔ دو بندوں کی آواز سے یہ بات نہیں بن سکتی۔ بلوچستان کے لاکھوں غریب کسان زمیندار ہیں یہاں لاکھ بندے اکٹھے نہیں ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں آپ ان میں ریفرنڈ姆 اور تضاد پیدا نہیں

کریں۔ یہ بھی دے دیں اور مرکز سے بھی لے لیں۔ اس وقت ان بیچاروں کو ہر چیز چاہیے جو گورنمنٹ کی جناب! جہاں کہیں کچھ مل سکتا ہے۔ صوبے اپنی گنجائش کے مطابق پی ایس ڈی پی سے جو کچھ کہیں سے کٹوئی کر کے ان کو، یہ بھی چاہیے اور مرکز سے جیسے آپ نے کہا یہاں قرارداد، ہم نے پاس کی۔ ہم پورے اسمبلی کے جتنے بھی ہمارے ممبرز ہیں یا ایم این اے اور ہمارے سینئر زمیندارے و فاقی وزیر جا کے وہاں ایک page پر ہو کے اور وزیر اعظم پاکستان کے سامنے اپنام عارضیں اور یہ جائز ہے، دنیا جہاں سے ابھی امداد آ رہی ہے لیکن بلوچستان کو تو کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ ہر جگہ سے، ترکی سے بھی آ رہی ہے اور Russia سے بھی آ رہی ہے ڈونز بھی پیسے دے رہے ہیں۔ فرانس نے بھی دیئے اور ایشین ڈولپمنٹ بینک نے بھی دیئے ہیں۔ لیکن یہ تو ہاں مرکز میں جمع ہورہے ہیں یہاں ابھی تک کچھ نہیں آیا ہے۔ آج میں روینوں افس میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک ڈونز آیا تھا این جی اوز کا۔ ”جناب! ہم یورپین یونین سے آئے ہیں ہم یہاں لوگوں کو seeds دیں گے“ میں نے کہا آپ نے کس سے ملاقات کی ہے؟ منسٹر تو میں ہوں، مجھ پتہ نہیں ہے، میرے سینکڑری کو پتا نہیں ہے، آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں لوٹ کے جاتے ہیں اپنے جتنے بھی بلیک اینڈ وائٹ کر کے یہاں سے نکلتے ہیں اس طریقے سے نہیں ہو گا۔ میں بحثیت منسٹر آپ کے یورپین یونین کے ہیڈ آفس کو لکھوں گا۔ اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں یہ جو بندے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، چار یا چھ بندے یہاں آئیں گے CM سے ان کی ملاقات کریں گے۔ ہماری گنجائش میں اگر ایک روئی ہے ہم دے سکتے ہیں باقی مرکز ہے فیڈریشن ہے، وہاں سے ان بڑے نقصانات کا ازالہ رب العالمین کریں گا۔ باقی تو ہم فیڈریشن میں رہتے ہیں ہیں ذمہ داری و فاقی حکومت کی ہے۔

جناب چیئرمین: اسی کے متعلق آپ کی سربراہی میں میرے خیال میں اس کو مزید۔۔۔ جی محمد خان صاحب۔

حاجی محمد خان اہٹری (صوبائی وزیر آپاٹی): جناب چیئرمین صاحب! میں میرا سد کی اس بات کو سینکڑ کرتا ہوں کیونکہ اس وقت ایک ماہ کے بعد ہمارے نصیر آباد ڈویژن میں جو ابھی گندم کا سیزن شروع ہو رہا ہے اسیں تقریباً نصیر آباد میں، نصیر آباد ضلع کی بات میں نہیں کروں گا بلکہ میں نصیر آباد ڈویژن کی بات کروں گا۔ آپ کا نصیر آباد ہے، آپ کا صحبت پور ہے، جعل مگسی ہے۔ ان میں تقریباً اس وقت بھی میرے خیال سے 20 یا 30 لاکھ ایکٹر زمین جو آباد کی ہے گندم کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر یہی پر چھوٹے کاشت کا ہے اس وقت جو اللہ معاف کرے، سیلا ب سے تباہ کاریاں ہوئی ہیں already اُن کی زمینیں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ اگر ہم حکومت کی طرف سے اگر چھوٹا ساری لیف اُن کوں رہا ہے تو یہ اُن کی مخالفت کریں تو یہ میں تو اسکو بالکل یہ کرتا ہوں۔ لیکن اس چیز کو دیکھنا چاہیے کہ اس وقت آپ کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ نصیر آباد جو اس وقت گرین پلٹ ہے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہوئیں تو ہمارے ہاں food crisis کا شروع ہو جائیگا۔ میں میرا سد کی بات کو سینکڑ کرتا ہوں کہ یہ چیز ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی۔ ملک نصیر احمد صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ میرے خیال میں یہ جتنا بڑا سیلا ب ملک کی تاریخ میں اور خاص کر سندھ اور بلوچستان میں آیا ہے شاید اس کی گواہی آج سے پہلے کوئی نہیں دے سکتا کہ اتنا زیادہ پانی اور اتنا بڑا سیلا ب جس میں پورا ملک ڈوب گیا۔ اور اس وقت بھی دوصوبوں کے اکثر علاقے جس میں سندھ اور بلوچستان شامل ہیں اور وہ ڈوبے ہوئے ہیں اور لوگ کھلے آسمان تلنے پڑے ہوئے ہیں۔ جناب اپیکر صاحب! اسی فورم پر میں نے کہا کہ زمینداروں نے ایک estimate لگایا ہے کہ تقریباً تین سوارب روپے کے قریب زمینداروں کے نقصانات ہوئے ہیں۔ اور اب آپ کے assessment committee کے مطابق جو باہر کے یورپی یونین ہے یا ان کا یہ انداز ہے کہ 15 ارب ڈالر سے زیادہ کے نقصانات ہوئے ہیں پورے ملک میں۔ اور بلوچستان کی تو آٹھی آبادی سب سے زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ چھوٹی سی رقم ہے میرے خیال میں اتنی بڑی رقم نہیں ہے اس وقت بھی میں نے اسی فورم پر اپیکر صاحب سے یہی کہا کہ آپ ایک رولنگ دے دیں جس طرح منشی صاحب نے کہا کہ ہم ایک کمیٹی بنائیں۔ ہم سب مل کے پہلے اسلام آباد سے جا کر اپنا حصہ تو لے لیں۔ جب پورے بلوچستان میں تین سوارب روپے کے نقصانات ہوئے ہیں ابھی دس، گیارہ ارب روپے آرہے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس کو seed کی مد میں کوئی کہتا ہے کھاد کی مد میں اور زمیندار کہتے ہیں کہ ہمارے ایک سال کی بھلی معاف کیا جائے۔ اور ساتھ ہی ہمیں بلا سود قرض دیے جائیں۔ تو بلوچستان کے زمینداروں کو پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے جناب اپیکر صاحب! ایک بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ جس طرح حاجی صاحب نے کہا کہ ان کے علاقے ابھی تک تو پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے علاقے کا پانی خشک ہو جائے اُس کا ابھی تک سروے ہونیں رہا ہے کیونکہ لوگ روڈوں کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو میرے خیال میں 22 سو ٹینٹ کے علاوہ اتنا بڑا نصیر اباد، جعفر آباد، صحبت پور کو صرف یہاں 22 سو، 23 سو ٹینٹ ملے ہیں جہاں لاکھوں لوگ بستے ہیں۔ وہ ساری کی ساری آبادی ان کے گھر بار سارے تباہ ہو گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے آپ رولنگ دے دیں اُس کمیٹی کو بنادیں جس کا اسد بلوج نے ابھی ذکر کیا۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئرمین صاحب! پہلے آپ یہ رولنگ دے دیں کہ ایک کمیٹی بنائیں، پارلیمانی ممبروں کا، جو مختلف پارٹیوں کی اُسمیں نمائندگی شامل ہو۔ جو اسلام آباد جا کر کم از کم وزیر اعظم سے یا مرکز سے ملاقات کریں اور بلوچستان کا کیس پیش کریں۔ اُسمیں وزیر اعلیٰ بلوچستان بھی ہو، ہمارے ایگر لیکچر کا منظر بھی ہو۔ اور دوسری رولنگ یہ دے دیں جناب اپیکر ایہ جو assessment committee بنائی گئی ہے ہم چیف سیکرٹری کو لیٹر لکھیں کہ اس میں زمینداروں کے نمائندوں

کو بھی شامل کیا جائے۔ اب اگر ایک فیلڈ میں لوگ جاتے ہیں اس میں ڈی سی کا نمائندہ ہے اس میں صوبائی گورنمنٹ کے علاوہ کوئی ایف سی کا بندہ ہے کوئی پی ایچ ای کا بندہ ہے سات یا آٹھ بندے ہیں اس میں۔ اگر ایک زمینداروں کا نمائندہ بھی ہو تو پھر وہ اپنی اس کیونٹی کی وہاں نمائندگی بھی کریگا اور اپنے نقصانات کا ازالہ، تو دوسرا رو لنگ آپ یہ دے دیں آپکا ایک لیٹر وہاں جانا چاہیے اور چیف سیکرٹری نے بھی میرے خیال میں ان کو لکھا ہے۔ تو کم از کم یہ نقصانات کا ایک صحیح جب اندازہ ہو کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں اُس کے بعد پھر یہ کمیٹی کے لئے پھر آپ ٹائم دے دیں جناب اسپیکر! کیونکہ آپ مہینوں انتظار کریں گے دو مہینے اُس میں آپ ایک ہفتہ کا ٹائم دے دیں کہ یہ کمیٹی اسلام آباد جائے۔ ابھی جو رقم ملی ہے، اُس میں منسٹر صاحب سے میری یہی گزارش ہے کہ کم از کم زمینداروں کے نمائندوں کو بلا کیں۔ اُس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ آپ کی priority کیا ہے۔ جس طرح آج زمیندار کہہ رہے ہیں کہ پہلے ہم میں یہ سکت نہیں ہے کہ ہم بھلی کا بل دے سکیں۔ لیکن واپٹا نے ہماری بھلی بند کر دی ہے اور میرے خیال میں گزشتہ ایک ہفتہ سے پورے بلوچستان میں انہوں نے link-down کیا ہے اور 18,17 اضلاع کے جو ٹیوب و لیز چل رہے تھے، جس سے لوگ پانی پیتے ہیں، اسی عالم میں جب سیالاں بھی آیا، نقصانات بھی ہوئے، اور ان کے فصلات بھی ختم ہوئیں، ان کے باعثات بھی گئے۔ لیکن اُس کے باوجود ان کی بھلی بند ہے تو میں کہتا ہوں ان کی بھلی کا مسئلہ حل کیا جائے یہ بڑی رقم نہیں ہے۔ دو ڈھانی ارب پورے سال کے بنتے ہیں۔ دو ڈھانی ارب روپے اگر صوبائی حکومت ان کو دے تو یہ مسئلہ حل ہو جائیگا۔ اُس کے بعد منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ہم باقاعدہ ایک میٹنگ کریں گے کہ ہمیں seeds بھی چاہیے اور ہمیں کھاد بھی چاہیے۔ ہمارے نقصانات کا ازالہ بھی ہو۔ اور یہ تمام چیزیں بلا سود قرضے بھی چاہیے اور ڈائریکٹر بھی چاہیے یہ بلوچستان کے زمینداروں کی ضرورتیں ہیں۔ اور ان کے نقصانات ہو چکے ہیں۔ تو میرے خیال میں آپ رو لنگ دے دیں اور کمیٹی بنادیں۔

جناب چیئرمین: ملک نصیر صاحب آپ خود فرمار ہے ہیں۔ جی۔ میرا سد بلوچ۔

میرا سد اللہ بلوچ (وزیر زراعت و کوآپریٹوں): جناب چیئرمین! ایک بات کی وضاحت کروں کیونکہ اُس کو clear کروں کہ انہوں نے کہا کہ ہر ڈسٹرکٹ میں ہمارا نمائندہ ہونا چاہیے اس پر already ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے سارے ضلعوں کے ڈپٹی ڈائریکٹروں کو لکھا ہے کہ کہیں بھی آپ پروگرام کریں گے یہ سیالاں کے حوالے سے آپ زمینداروں کا نمائندہ شامل کریں۔ اسکا نوٹیفیکیشن ہو گیا ہے میں نصیر صاحب کو اسکی کاپی دوں گا۔ دوسرا ایک بات ہم بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ پنجاب نے کمپنی سے سیڈ بکنگ شروع کر دی ہے سندھ نے شروع کر دی ہے اور خیر پختونخوا کر دی ہے۔ جو تخلیٰ یا بچ ہزار کی تھی ابھی نو ہزار کی ہو گئی ہے۔ اس وقت ہم نے بکنگ وہاں نہیں کی، آرڈر ز بعد میں کیتے تو یہاں نیوٹریشن

کی اتنی بڑی تباہی خوراک کی ہوگی جو پھر ہم پوری نہیں کر سکتے۔ ہم چیزیں کو، بڑے ٹھنڈے دماغ سے چیزوں کو discuss کر کے ہر بات کی، بازار کی سنی ہوئی باتوں کو چھوڑ دیں ہم ایکسپرٹ لوگوں کو رکھیں اس میں تاکہ بلوچستان suffer نہ کرے۔ جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے آپ نے بھی کہا بچپنی دفعہ تقریر کی ہم اس پر اتفاق کرتے ہیں جتنی پوچش کل پارٹیزیں سب کے نمائندے ہوں۔ اور اسلام آباد جائیں۔ اور اپنا معاصر طریقے سے پیش کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اب اس کو windup کرتے ہیں کارروائی شروع کرنے ہیں سردار صاحب کھڑے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھمیران (وزیر مواصلات و تغیرات): شکریہ چیئرمین صاحب! ایک تو میں سابق اسپیکر جو اس اسمبلی کے کشوڈیں رہے ہیں جمال شاہ صاحب کو اس ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے سرا کہ جس دن سیالاب آیا جس دن یا یہ جنسی ہوئی یا insurgency تو سی ایم صاحب نے تمام ڈپٹی کمشنز جو اخلاع متاثر ہوئے ان سے کہا گیا کہ immediately آپ ریلیف کا کام شروع کریں ان کو پیسے ریلیز کیجئے گے، ایک دفعہ ریلیز کیجئے گے پھر کسی ڈسٹرکٹ کو ایک کروڑ کسی کو دو کروڑ کہ immediately جتنا بھی آپ لوگوں کو راشن چاہیے یا انکی rehabilitation ہے یا جو بھی سلسہ ہے تو one day سے اس صوبائی حکومت نے سی ایم صاحب کی ڈائریکشن پر یا تمام ڈپٹی کمشرز کو کہا۔ دوسری میراسد نے وضاحت کر دی ہے کہ تمام ڈپٹی کمشرز کو حکم چلا گیا ہے کہ thoroughly آپ سروے کریں اور immediately اس کی رپورٹ دیں کیونکہ اب میں چھوٹی سی مثال دوں کہ جالیں ارب روپے کا تو خالی آپ کا تو انفراسٹرکچر جو کہ میرے ڈیپارٹمنٹ سے related ہے۔ اس کا نقصان ہوا ہے اسی طریقے سے کوئی چار بلین کے قریب ایگر یکچھ ہے یا دوسرے ہیں اسی طریقے سے مطلب billions of rupees چاہیے اور اسی سلسلے میں سی ایم صاحب نے دو تین وزٹ کئے ہیں، خاص طور پر ابھی تک سندھ ڈوبا ہوا ہے پانی میں۔ ہمارا جو نصیر آباد اور یہ ایریا ہے، یہ ابھی تک پورا علاقہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے، آہستہ آہستہ یہ پانی اتر رہا ہے، کچھ جو سندھ کا پانی ہے، وہ دریائے سندھ میں گر رہا ہے تو وہ اس طریقے سے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم on-board ہیں۔ باقی جہاں تک ملک نے کہا ہے کہ کمیٹی۔ کمیٹی yes، دو دفعہ تو وہ وزٹ کرچکی ہے پرائم منستر صاحب وزٹ کرچکے ہیں ان علاقوں میں جہاں زیادہ affected-areas ہیں۔ تو ہمیں، جیسے میراسد نے کہا کہ اگلی فصل کے لئے بھی، اچھا! اسی طریقے سے پندرہ ارب روپے کی immediately سی ایم صاحب نے سب سیڈی دے دی ہے۔ اور اس نے کہا اور مزید بھی۔ ہمارے پاس جیسے کہ آپ کو پتہ ہے کہ ایک سو نوے ارب کا بجٹ تھا جس میں ایک سو میں ارب روپے phase-wise deficit تھا ٹھوٹ ہمارے پاس ستر ارب روپے تھے۔ تو اسیں ہم نے ongoing بھی چلانی سے نئی ڈیپارٹمنٹ بھی

کرنی ہے اور یہ قدرتی آفات جو آئی ہیں اس کا بھی ہم سامنا کر رہے ہیں تو ہم phase-wise کر رہے ہیں انشاء اللہ جتنی حد تک ہم جاسکتے تھے۔ اسلام آباد جانا ہے بسم اللہ بنا میں پروگرام۔ گورنمنٹ کی طرف سے تمام جتنی بھی پارلیمانی پارٹیاں ہیں انکے ایک ایک، دو دو ممبرز چلیں وہاں پرائم نسٹر سے مانا ہے، احسن اقبال یا جو بھی ہیں جو related ہیں ہم جانے کو تیار ہیں، ہر طریقے سے یہ گورنمنٹ اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے، ہمارے محدود وسائل ہیں۔ ہماری جو امدنی مثال کے طور پر نصیر آباد سے ٹیکسٹ کے ذریعے آتی تھی وہ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ تینیں اصلاح ہمارے متاثر ہوئے پانچ سو چور انوے ہمارے روڈ زخم ہوئے جس کو ہم نے بڑی کوششوں سے پانچ سو تینیں روڈ پنج گئے جو بھی تک پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کو بھی phase-wise ہم کر رہے ہیں باقی سارے ہم نے ٹریفک کے لئے کھول دیئے۔ تو صوبائی حکومت اس پر full-serious ہے۔ سی ایم صاحب کی آج بھی standing directions ہیں کہ ڈپٹی کمشنز اور جو بھی وہاں متعلقہ ادارے ہیں کہ جتنی حد تک آپ rehabilitate کر سکتے ہیں ایگر پلچر کی صورت میں انکے مکانات کی صورت میں آپ کے راشن دینے والی تو اور کی ذات ہے آپ کسی کو کتنا کھلا سکتے ہیں لیکن جتنا ہم redress کر سکتے ہیں ہم لگے ہوئے تو انشاء اللہ آگے بھی چل کے ہم انکی ہر طریقے سے rehabilitation اور امداد کرنے کو ہم تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ابھی اس کو windup کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: چیئرمین صاحب! ایک عرض آپ ایسا کریں آپ بھی نماز کے پابند ہیں ہم بھی دس، پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیں نماز پڑھ کر آ جاتے ہیں پھر تفصیلی قرارداد وغیرہ۔

جناب چیئرمین: پہلے کمیٹی بنا لیتے ہیں۔

جناب محمد خان لہڑی (وزیر آپاٹی): جناب چیئرمین صاحب! بلاشک ہمارے جو دوست ہیں منسٹر صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنائیں ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔ میں آپ کو یہاں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت ہم نے وہیں پر seeds یا کھاد کا کوئی بھی پروگرام اگر نہیں بنایا، انتظام نہیں کیا تو اس وقت آپ کو اگر جو سید ز پانچ ہزار میں مل رہا ہے کل کو آپ دس ہزار کا بھی نہیں ملے گا۔ میں یہ ایوان کو بتانا چاہتا ہوں جو کرنا ہے جلدی کریں اگر آپ پندرہ دن بھی لیٹ کیا تو پھر آپ کسی کام کے نہیں ہیں لیکن ہمیں جو کرنا ہے جلدی کرنا ہے شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں منسٹر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائیتے ہیں جس میں ملک نصیر احمد شاہوںی صاحب، حاجی اصغر خان اور بابر جیم ہوں۔ یہ ابھی جا کے اُن سے مل لیں آپ بھی ہوں اس میں انکے جو اصغر خان کہتے ہیں کہ جار related-points جو پاؤشل گورنمنٹ سے جاریا چھ ہیں یہ ان کے ساتھ مینگ رکھ لیں ان کے

<p>ملک نصیر احمد شاہ ہواني: ہم ان سے مل چکے ہیں، ہم نے ان سے کہا ہے کہ آپ اپنی ایک کمیٹی بنائیں۔</p> <p>جناب چیئرمین: میر اسد بلوچ صاحب کی سربراہی میں نصر اللہ خان زیرے، ملک نصیر شاہ ہواني صاحب، اصغر خان ترین صاحب، بابور حسین صاحب، محمد خان ابڑی صاحب یہ سارے جائیں ان سے مل لیں جو چھ پاؤں کیتھیں پر اونسل حکومت سے related ہیں ان سے میٹنگ رکھیں وزیر اعلیٰ کی۔ باقی سی ایم کی سربراہی میں جو کمیٹی بنی ہے، ہم سب اسلام آباد جائیں گے۔</p> <p>ملک نصیر احمد شاہ ہواني: نماز پڑھ کے ٹھیک ہے۔ تو آپ سی ایم کی سربراہی میں جو کمیٹی ہے اس کا بھی سرا اعلان کریں۔</p> <p>جناب چیئرمین: نہیں ہر پارٹی دو دو بندے دے دے گی۔ ابھی نماز کا وقفہ ہے، بُس نماز پڑھ لیتے ہیں دس منٹ کا وقفہ ہے۔ اس میں سب پارٹیوں کا نمائندہ ہو۔</p> <p>(بعد ازاں وقفہ نماز مغرب اجلاس دوبارہ زیر صدارت سردار بابر خان مسوی خیل، قائم مقام اسپیکر شروع ہوا)</p>	<p>جناب چیئرمین: شکریہ، تشریف رکھیں۔ میرزاد علی ریکی صاحب چونکہ نہیں ہیں یہاں۔ میرے خیال سے سوالات زیرے صاحب!</p> <p>جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! آج کے سوالات کو defer کر دیں۔</p> <p>جناب چیئرمین: ہاں، جن کے جوابات آئے ہیں، انکو disposed off کر دیتے ہیں۔</p> <p>جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔</p> <p>جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، سردار یار محمد رند صاحب نے خی مصروفیات کی بنا، میرا کبر آسکانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، میر پونس عزیز زہری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، انجینئر زمرک خان اچنڈی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، ملک سکندر خان ایڈوکیٹ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، ملکھی شام لعل صاحب ناسازی طبیعت کی بنا ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا، محترمہ یعنی ترین صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا اور محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ خی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔</p> <p>جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ درخواستیں منظور ہوئیں۔</p>
---	---

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم

جناب قائم مقام اسپیکر: میر عبدالقدوس بزنجو، وزیر اعلیٰ بلوچستان، سردار عبدالرحمن کھنیران، جناب محمد خان لہڑی، صوبائی وزراء، میرضیاء لانگو اور جناب خلیل جارج بھٹو پاریمانی سیکرٹریزی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترک تعریقی مذمتی قرارداد پیش کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں پیش کروں گا مشترک تعریقی مذمتی قرارداد۔ ہرگاہ کہ بلوچستان اسمبلی کا یہ ایوان ہر نئی کے علاقے کھوست میں فلاںگ مشن کے دوران پاک فوج کا ہیلی کا پٹر کو درپیش دخراش حادثے میں میجر منیب، میجر خرم شہزاد، صوبیدار واحدناہیک جلیل، سپاہی عمران اور سپاہی شعیب کی شہادت پر انہائی گھرے دکھرنے غم اور شہداء کے لوحاتین سے دلی ہمدردی، تکھنی اور تعریف کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شہداء کے درجات کو بلند اور لواحقین کو صبر جیل عطا فرمائے۔ اور یہ کہ پوری قوم اپنے شہداء کی اس عظیم قربانی پر انہیں سلام پیش کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں وطن عزیز کی سلامتی کی خاطر قربان کیں، اس المناک حادثے پر بلوچستان کے عوام انہائی مغموم اور افسرد ہیں۔ مزید برآں یہ ایوان ہر نئی کے علاقے سے ایف سی کے صوبیدار کے اخوا کے واقعہ کی بھی پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان بلوچستان کے طول و عرض میں امن و امان کے قیام اور دشمنوں کی خاتمے کی جگہ میں اپنی بہادر افواج کی بیش بہا قربانیوں کو نہ صرف خراج عقیدت پیش کرتا ہے بلکہ بلوچستان کے عوام کی ترقی و خوشحالی اور حالیہ سیالب متاثرین کی بروقت امداد و بحاحی کی سرگرمیوں میں پاک فوج اور ایف سی کے شاندار اور متحرک کردار پر انہیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مذمتی قرارداد پیش ہوئی اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو ہم قرارداد لائے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف یہ چار پانچ نام جو قرارداد پیش کرنے والے ہیں، یہ ان کی آوازیں ہے بلکہ بلوچستان کے سوا کروڑ لوگوں کی آواز ہے یہ آواز کہتی ہے یہ بلوچستان کے عوام کہتے ہیں کہ سرخ سلام ہے ان شہداء کو، یہ صرف ہر نئی کے شہداء انہیں بلکہ سبیلہ میں serving Corps Commander, serving Major General, Brigadier صاحبان اس سرزیں کی حفاظت کے لیے، اس سرزیں کے لوگوں کو سہولیات پہنچانے کے لیے، اس سرزیں کے لوگوں کے رنج و مصیبت میں انکا ساتھ دینے کے لیے یہ قربانیاں دی ہیں۔ ہمارے اداروں کی law enforcement agencies کی، خاص کر کے پاک فوج، ایف سی، اسی طریقے سے ہماری پولیس، لیوین، جنگی بھی law enforcement agencies ہیں، آج ہم اینے گھروں میں سکون سے آرام کی نیند سوتے ہیں۔ وہ بھی کسی

کا بھائی ہے کسی کا باپ ہے وہ ساری رات چاہے وہ چلچلاتی دھوپ ہو یا سنگاخ چٹانیں ہوں، یہ minus-10 above خاص کر کے بلوچستان کی بات کر رہا ہوں۔ ایسے تو سیاہن اور دوسرا جگہوں پر جہاں آپ کی انگلیاں بھی اگر لباس سے باہر آتی ہیں تو جو جاتی ہیں۔ صرف اس سرزین کی حفاظت کرنے کے لیے اور ہم لوگ جو اس دھرتی پر رہتے ہیں ہماری حفاظت کے لیے وہ اپنی جانوں کے نذر انے بھی پیش کر رہے ہیں، اپنی زندگی کا خوبصورت حصہ جو کہ ہم اپنے بچوں، اولاد، ماوں، بہنوں کے ساتھ گزارتے ہیں۔ وہ ان پیاروں پر، اُس برف میں اور چلچلاتی دھوپ میں اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جتنا بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو سرخ سلام، آپ کو سرخ سلام۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہم جو یہاں کے رہنے والے ہیں لوگوں کے غم اور مصیبت میں شاید ہم اتنے پیش پیش نہ ہوں جو پاکستان کے کونے کونے سے گلستے کی صورت میں ہماری افواج میں، جب وہ افواج پاکستان کے کسی بھی شعبے میں شامل ہوتے ہیں، چاہے وہ سندھ کا ہے، پنجاب کا ہے، GB کا ہے یا بلوچستان کا ہے، وہ ایک گلستہ بن جاتا ہے۔ اور وہی گلستہ ہمیں خوبصورتی دے رہا ہے اور ہماری حفاظت بھی کر رہا ہے۔ تو میں مختصرًا عرض کروں گا کہ تمام ایوان سے کہ اس قرارداد کو مشترکہ قرارداد کی صورت میں پاس کیا جائے۔ ہمارا باقی تو بس نہیں ہے، ہم کم از کم انکو خراج عقیدت تو پیش کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا میں مذمت کرتا ہوں جناب اپیکر صاحب! اُس شخص کی، اُن اشخاص کی، جو پچھلے دنوں شہید کر دیئے گئے، زیارت سے آتے ہوئے انکواغوا کیا گیا۔ اور ان کو بہت بڑا درجہ ملا، شہادت کا جامنوش کیا انہوں نے۔ اور اب جو انہوں نے صوبیدار صاحب کو غوا کیا ہوا ہے یا یہ گھناؤ نی ایک حرکت کی ہے میں اس کی پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس سرزین میں کوئی شخص اُن کی دسیس سے باہر نہ ہو، جو وہ چاہیں ہمارے ساتھ کریں۔ لیکن میں انکو بتا دینا چاہتا ہوں۔ میں اس ایوان کے توسط سے کہ موت برحق ہے ضرور ایک دن آنی ہے۔ ہر ایک کا ایک دن مقرر ہے، ان گیڈر بھیکیوں اور یہ جو گھٹیا حرکتوں سے یہ بلوچستان کا امن ہم کبھی تباہ ہونے نہیں دیں گے۔ ہمارے بازوؤں میں طاقت ہے، ہماری enforcement agencies کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ یہاں کے غریب نہتے عوام کی حفاظت کر سکیں۔ اور انشاء اللہ یہ ہمارے جو شہداء ہیں اُن کی قربانیاں کبھی راہگاں نہیں جائیں گی، ہم اتنا کر سکتے ہیں کہ یہ ایوان اُن کے ساتھ شانہ باشانہ کھڑا ہے بحیثیت قبائلی عماائدین کے بحیثیت اس سرزین کے فرزند کے انشاء اللہ اگر ضرورت پڑی جیسے وہ اپنا خون قربان کر رہے ہیں ہم یہ عہد کرتے ہیں اگر کبھی اس سرزین کے لیے بحیثیت اس کے ادنی اگر ہمیں اپنا خون بھی پیش کرنا پڑا ہم اس سے درفع نہیں کریں گے۔ بہت بہت شکریہ جناب اپیکر۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ کھیتر ان صاحب۔ قرارداد سے متعلق اگر کوئی بات کرنا چاہے تو بتا دے۔

میرضیاء اللہ لاگو (مشیر وزیر اعلیٰ برائے مکملہ داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ

جناب اپسیکر! جس طرح سردار صاحب نے بات کی ہماری فورسز کے حوالے سے ہمیشہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں جس قسم کی بھی ہمارے ملک میں ڈیشنٹرڈی کا معاملہ ہوتا ہے یا کوئی قدرتی آفات آتی ہیں تو ہماری فورسز اُس میں سب سے آگے ہوتی ہیں۔ اسی حکومت کا بھی یہی مقصد ہے کہ اپنے عوام سے کہنے کا کہ آپ کی فورسز کی جو جانیں قربان ہوتی ہیں تو آپ لوگ سکون سے اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ تو اسی لئے ہم نے ہر صورت میں، ہر جگہ اپنی فورسز کے ساتھ ہمیں شانہ بشانہ کھڑا ہونا چاہیے۔ اور ڈیشنٹرڈوں کے خلاف وہ ڈیشنٹرڈ جو ہمارے ملک کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں یا ہماری سیکورٹی فورسز کے خلاف کوئی بات کرتے ہیں یا سیکورٹی فورسز کے خلاف اس قسم کی کوئی حرکت کرتے ہیں تو ہم سیکورٹی فورسز کو دیکھتے ہیں جس طرح ہماری بہت سی پارٹیاں ہوتی ہیں وہ تقيید کرتی ہیں۔ اگر ہم اپنی فورسز کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں تو ان ڈیشنٹرڈوں کو انشاء اللہ ان کے انجام تک پہنچانے میں ہمیں دیرینیں لگے گی۔ میں ایک مرتبہ پھر اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے، جو شہداء ڈیشنٹرڈی کا شکار ہو گئے ہیں یا قدرتی آفات میں ہیلی کو پڑ کی خرابی کی وجہ سے شہادتیں پائی ہیں ان سب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ مقام پر انکو جگہ دے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ۔ جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری اقیقی امور): شکریہ جناب اپسیکر صاحب! شروع کرتا ہوں خداوند یوسع مسح کے با برکت نام سے۔ آج کی قرارداد کے حوالے سے جناب اپسیکر صاحب! میں بات کرنا چاہتا ہوں ان شہداء کے لئے، پاکستان ہماری دھرتی ماں، ہماری آن، ہماری شان، ہم اس پر قربان، شہداء کو پاکستانی قوم کا سلام۔ جناب اپسیکر صاحب! عرصہ دراز سے ملک پاکستان میں اور بالخصوص بلوچستان میں سیالاب متاثرین کی مدد کرتے ہوئے جو بھی ہمارے حاضر سرہوں کو رکانثر صاحب، اس کے ساتھ مجرم بجزل صاحب، بریگیڈ یئر صاحب، وہ شہید ہوئے، انکو بھی ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور ابھی حالیہ ہرنائی کے علاقے کھوست میں فلاںگ منشن پر جو ہماری فوج کے افران شہید ہوئے ہیں ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جناب اپسیکر صاحب! پاک آرمی ملک پاکستان کا وہ ادارہ ہے، جو اس ملک کے، اس ملک کے عوام کیلئے سیسیہ پلائی دیوار بن کے کھڑی ہوئی ہے۔ چاہے وہ سیالاب کا بحران ہو چاہے وہ earthquake کا ہو چاہے وہ کسی بھی حوالے سے ہو پاک افواج کی قربانیوں سے ہم انہیں کبھی پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔ پاک افواج پاکستان کو دلوں سے نکالنا جناب اپسیکر! نہایت مشکل کام ہے۔ اُنکی شہادتوں سے آج ہمارے سرخراستے بلند ہیں، اور حالیہ دنوں میں یہ دیکھا گیا کہ ملک پاکستان میں جس طرح پاک افواج کی قربانیاں ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ لیکن جس طرح پاک افواج پر تقيید کی جاتی ہے ان کو شانہ بنایا جاتا ہے جناب اپسیکر! ہم اسکی پُر زور نہ ملت کرتے

ہیں۔ کیونکہ پاک افواج، ہم کسی غیر ملک کی پاک افواج کو خراج تحسین پیش نہیں کر رہے ہیں، ہم ملک پاکستان کی پاک افواج کو خراج تحسین اور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اگر اپنے ملک کے اُن شہداء کو جو قربان ہوئے ہیں چاہے وہ پولیس سے ہوں چاہے وہ media سے ہوں چاہے وہ عام شہری ہوں، ہمارے لئے وہ سرکاتاج خفر سے بلند کرنے والے لوگ ہیں جن کو تاریخ کبھی بھلانہ نہیں سکتی۔ لیکن جس طرح یہاں پاک افواج کی قربانیوں کو muss کیا جا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ کوئی اچھی روایات نہیں ہیں۔ جس طرح پاک افواج کو خراج کو ہر چیز میں گھسیٹا جاتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت بھی اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ پاک افواج کا معیار، پاک افواج کی خدمات یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اگر آج ہمارے پچھے جتنے اس House میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ملک پاکستان کے 24، 25، 26 کروڑ عوام میں اگر وہ رات کو سکھ کی نیند سوتے ہیں تو یہ پاک افواج کی بدولت ہے، جنہوں نے دشمن کو ان بارڈروں پر ہی struck کیا ہے۔ اگر یہ پاک افواج نہ ہو تو یہ بارڈروں سے دھرنے سے دشمن نکل کر ہمیں ہمارہ سکھ چین بر باد کر دیں۔ ہم کیوں ایسا کرتے ہیں جناب اپنے صاحب! کہ ہم پاک افواج کو نشانہ بناتے ہیں؟ پاک افواج ہمارے لئے کم از کم میں اس فورم پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد میں آج سب کو ہونا چاہیے، یہ House بھرا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر میرے پچھے سکھ سے، میں بات پاک افواج کیلئے کر رہا ہوں میرے پچھے سکھ سے نہیں سوتے سب کے پچھے سکھ سے سوتے ہیں۔ آج میں اس قرارداد کو سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے علاوہ، پاکستانی عوام پاک افواج سے دلی محبت کرتے ہیں پاک افواج کی قربانیوں کو سر ہاتے ہیں۔ آج دشمن ہمسایہ ملک کس طرح آنکھیں پھاڑ کر ہماری طرف دیکھ رہا ہے۔ اور ہمارے جیسے پاک افواج کے سپہ سالار ہیں یہ ان کی بدولت ہے کہ وہ ان بارڈروں کو پار نہیں کر سکتے۔ دشمنوں نے بہت دفعہ دیکھا بہت دفعہ سُنا اور بہت دفعہ کو شش کی کہ ہم اس ملک پاکستان کا امن بر باد کریں۔ لیکن پاک افواج کی بدولت وہ اس ملک کا امن بر باد نہیں کر سکے۔ سیالاب میں آپ دیکھیں کہ بہت قربانیاں دی ہیں پاک افواج نے، آج سیکورٹی فورسز، دشمنگردی اس میں آج اگر 70% ہوئی ہے اُس کا credit پاک افواج اور ہماری دیگر فورسز، ایجننسیز ہیں کو جاتا ہے۔ جناب اپنے صاحب! ہم پاک افواج کے ساتھ ہیں، ہم کو ان کے ساتھ شانہ بثانا کھڑا ہونا چاہیے، پاک افواج کیلئے ہر فورم پر بات ہونی چاہیے کیونکہ پاک افواج ملک پاکستان کی افواج ہیں آج جس طرح ہمارے پاک افواج کے لوگ اغوا ہو رہے ہیں، ہم اس کی پر زور مدت کرتے ہیں اور جو بھی شہید ہوئے ہیں نیکی کا کام کرتے ہوئے اُن سیالاب زدگان کیلئے جن جن تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں آرمی پہنچ رہی ہے، دیگر لوگ پہنچ رہے ہیں تو ہم جب تک اپنے لوگوں کو اپنی agencies کو، اپنی پاک افواج کو اپنی پولیس کو اپنے میڈیا کو اور اپنے لوگوں کو نہیں سراہیں گے تو پاکستان میں نظام کیسے چلے گا جناب اپنے صاحب! اگر ہم ہر چیز کو متنازعہ بنادیں گے، ہر چیز کو controversial بنادیں گے، ہر چیز کو بد نیتی کی بنیاد پر

دیکھیں گے تو یہ ملک پاکستان خدائے داد صلاحیت رکھتا ہے۔ مجھے آج بھی 1947ء کی وہ بات یاد ہے جب انڈیا کے ہندوستانیوں نے یہ کہا تھا ”کہ جو مانگے گا پاکستان اُس کو ملے گا قبرستان“ تو ہمارے leader SP Singha نے کہا تھا ”سینے پر گولی کھائیں گے پاکستان بنائیں گے۔“ وہ جذبہ کہاں گیا جناب اپسیکر؟ وہ ہمارے بڑوں کے چہروں کو کیوں مسخ کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنی قربانیوں سے اس پر چم کو سر بلند رکھا۔ جن ماوں اور بہنوں کی عزتیں لیں، انہوں نے اس پر چم کو سر بلند رکھا، آج ہم کیوں اس طرح ہر چیز کو controversial بناتے ہیں؟ اگر ہم being a Christian، ایک مسیح ہونے کے ناطے بنائیں اور اس پر چم کی لاج رکھ سکتے ہیں تو ہم سب majority میں بیٹھے ہیں I am a Pakistani امجھے فخر ہے کہ سے ہم اس پر چم کی لاج رکھ سکتے ہیں تو ہم سب میں پاکستانی ہوئے ہیں تو ہم سب majorities میں بیٹھے ہیں میں پاکستانی ہوں۔ میں پاکستانی ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ میں اپنے اداروں پر فخر کرتا ہوں۔ اپنی حکومت پر فخر کرتا ہوں، اپنی اسمبلی اور جمہوریت پر فخر کرتا ہوں۔ لیکن خدار! جناب اپسیکر صاحب! آپ آج ان benches کا حال دیکھیں آخ کار وہ جو شہید ہوئے ہیں ان کے بھی بچے ہیں وہ کوئی درخت سے پیدا نہیں ہیں ان کے بھی ماں باپ ہیں۔ اسی طرح جناب اپسیکر! پویس کے ہیں۔ اسی طرح دیگر اداروں کے ہیں۔ ہمیں ایسے فورم پر، یہ اگر جمہوریت کا نام ہم لیتے ہیں تو ایسے فورم پر ہمیں ہر اس اچھے کام کی، ہر اس قربانی کی اُن شہداء کی ہمیں تعریف کرنی چاہیے۔ انہیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے جنہوں نے اس ملک کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ ہاں ہم کوئی anti State لوگ نہیں ہیں وہ اس ملک کے باسی ہیں وہ ہماری حفاظت کر رہے ہیں اُنہوں نے اس چیز کا حلف لیا ہے کہ ہم پاکستان کی حفاظت کریں گے۔ لیکن جناب اپسیکر! ہر چیز کو اس سے جوڑا جاتا ہے کہ یہ تو فوج کا ہمدرد ہے کوئی کہتا ہے یہ کسی کا۔ یا! میں کیوں نہ ہوں فوج کا ہمدرد ہمیں ہم درد ہوں فوج کا کیونکہ میں کسی اور فوج کی تعریف نہیں کر رہا ان کے کارناموں پر ان کی تعریف کر رہا ہوں۔ میں کوئی لگی لپٹی بات نہیں کر رہا میں وہ بات کر رہا ہوں جو دنیا نے دیکھی جو میڈیا نے دیکھی ہے کہ وہ لوگ سیالاب زدگان کی خدمت کرتے ہوئے، انکے دکھوں کا مداوا کرتے ہوئے وہ شہید ہوئے ہیں۔ آج جو ہر نائی کھوسٹ میں شہید ہوئے ہیں وہ بھی اس ملک کے لیے شہید ہوئے ہیں کسی اور ملک کے لیے شہید نہیں ہوئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہمارا ایک فورم اس طرح کا ہونا چاہیے جو اپنی پاک افواج کے حق میں نکلے۔ میں کم سے کم اس فورم سے یہ امید کرتا ہوں اس اسمبلی سے یہ امید کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو مشترکہ قرارداد بنائی جائے۔ مشترکہ قرارداد بنائے کے اس کو پیش کیا جائے کیوں کہ اگر ہم اپنے اداروں کو اُس کا سرخراست بلند کریں گے تو دشمن کو بھی پتہ چلے گا کہ یہ سب اپنے ملک کی افواج کے ساتھ ہیں۔ جناب اپسیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا بہر حال آخر میں یہی کہوں گا کہ ”چراغ بن کے جلے گا لہو شہیدوں کا“۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ خلیل جارج صاحب۔ جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر صحت): میں اس قرارداد پر بولوں اجازت ہے جناب؟

جناب قائم مقام اپیکر: جی۔ جی ضرور شاہ صاحب۔

وزیر صحت: شکریہ جناب اپیکر۔ نیز بحث قرارداد جو معزز زمگران کی جانب سے پیش کی گئی ہے جس میں شہیدوں اور ایک صوبیدار صاحب کے اغوا کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو میں اس سلسلے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میں جو شہید ہو گئے ہیں اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے اور جو اس وقت منظر عام پر نہیں ہیں اور وہ کسی حوالے سے کیے گئے ہیں تو حکومت کو چاہیے متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ وہ اغوا کاران تک پہنچیں اور ان سے بازیاب کرانے kidnap میں جتنے بھی ان کے وسائل ہیں یا جو بھی ہے ان کو روئے کارلا کے ان تک پہنچ جائیں۔ اور اسی طرح سے جناب والا! جو لوگ اس وقت ان کا خاندان اخطراب میں مبتلا ہے اور وہ جو گھروں سے اٹھائے گئے ہیں تو ان سے میری گزارش ہے کہ انکو بھی قانون کے تحت کٹھرے میں لا جائے تاکہ ان کی اگر کوئی guilt ہے تو اس کو برابر طور پر اس کو سزا بھی مل سکے اور وہ منظر عام پر آئے۔ شکریہ جناب والا مہربانی۔ میں پواسٹ آف آرڈر پر بھی جناب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام اپیکر: شاہ صاحب! قرارداد کے بیچ میں پواسٹ آف آرڈر پر آپ بات نہیں کر سکتے ہیں۔
وزیر صحت: جی ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا مشترکہ تعزیتی مدتی قرارداد منظور کی جائے؟ مشترکہ تعزیتی مدتی قرارداد منظور ہوئی۔
جی شاہ صاحب! آپ point of order پر بات کریں۔

وزیر صحت: شکریہ جناب اپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا جناب والا! point of order پر کہ ایک رپورٹ کی پوسٹ اسمبلی سیکرٹریٹ نے بھیج دی تھی پلک سروس کمیشن کو، اس کے بھینے کے بعد پھر میں خود سیکرٹری صاحب سے جا کے ملا تھا اور سیکرٹری صاحب کو request کی تھی کہ ایک، کچھ امیدوار تھے جس میں کہ ہمارے علاقے کے بھی امیدوار شامل ہیں، پوسٹ ایک ہے شاید امیدوار پانچ، چھ ہیں لیکن اس کے بعد پھر اسمبلی سیکرٹریٹ نے سننے میں آیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام اپیکر: شاہ صاحب! اسمبلی کے معاملات فلور پر discuss نہیں کر سکتے پھر اسکو آپ جیسی بھر میں۔

وزیر صحت: نہیں یہ تو سیکرٹری صاحب کی اپنی، ابھی میں کیا بولوں کیے اسمبلی میں، آپ مجھے روں دکھائیں مجھے بتائیں۔

وزیر صحت: پڑھ لیں ناں آپ۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے اپنا بندہ لگانا ہے تو وہ نہیں لگ سکے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ rule 44 ہے۔

Questions relating to the Secretariat of the Assembly including the conduct of the officers may be asked of the Speaker by means of a private communication and not otherwise.

وزیر برائے محکمہ صحت: ہاں اس میں جو آپ نے ایک بیان کیا جناب اسپیکر اسمبلی یہ ہے کہ اگر conduct case ہے۔ لیکن میں تو conduct کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی نے ایک پوسٹ بھیج دی تھی کمیشن میں۔ پھر اس کے بعد اسمبلی نے اُس کو روک لیا۔ اسمبلی ایسی وہ کون سی ممانعت والی بات ہے، کون سماں میں کسی کی ذات پر بات کر رہا ہوں نہ اسپیکر کے نزدیک ٹری کے نہ اسمبلی کے کسی بندے کی؟

جناب قائم مقام اسپیکر: شاہ صاحب! اسمبلی نے نہیں روکا۔ جو بھی انفارمیشن ہو گی آپ کو دے دیں گے اس پر کوئی issue نہیں ہے میرے خیال میں۔

وزیر صحت: بڑی مہربانی شکریہ۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! ایک چھوٹی سی request ہے۔ آج اسمبلی کا آخری اجلاس ہے۔ وہ جو تقاضاں باڑھ پر میں نے بات کی تھی کہ ڈیڑھ سال سے بند ہے۔ اگر کل مہربانی کر کے کشمکشم کلکٹر کو بلا لیں یہاں تاکہ بیٹھ کے بات کی جاسکے کہ ابھی تک کیوں نہیں کھول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر جو ہے حصہ صاحب! کشمکشم کلکٹر نے ابھی تک اسمبلی سیکریٹریٹ کو جو ہے انفارمیشن نہیں بھیج گی جو ہم لوگوں نے اُن سے کہا تھا کہ اسمبلی کو روپورٹ دے دیں۔ ہم لوگوں نے بھجو بھی دیا کشمکشم کلکٹر آئے بھی تھے زابر کی صاحب جو ہے اس میں تھے اور کمیٹی کے کچھ ممبر ان تھے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: وہ الگ ہے وہ ماشیل کے لیے تھا۔ میں تقاضاں کی بات کر رہا ہوں اُنہوں نے خود چیف سیکریٹری اور کشمکشم کلکٹر نے جا کر وہاں میٹنگ کی اور پر لیں کافرنس کی تھی کوئی چھ مینے پہلے کہ جی ہم یہ جلدی کھول رہے ہیں۔ مگر ابھی تک نہیں کھول رہے ہیں۔ اگر مہربانی کر کے کل اُن کو بلا لیں یہاں۔ اگر خود نہ ہو تو اُن کا نمائندہ ہی بلا لیں شاید وہ لوگ چلے جاتے ہیں جمعہ کو اور پیر کو آتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُس پر اُن سے روپورٹ مغلوا لیتے ہیں۔ سیکریٹری صاحب اس پر کشمکشم کلکٹر سے روپورٹ طلب کر لیں۔

<p>میر محمد عارف محمد حسni: رپورٹ منگوالیں۔ اور سر! اس پر ہمارے questions تھے منزل ڈیپارٹمنٹ اور فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے ان کا کیا ہوا؟</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: وہ توزیر۔</p> <p>جناب نصر اللہ خان زیرے: وہ جواب موصول نہیں ہوئے تھے۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: نہیں میرے والے جوابات تو موصول ہوئے ہیں۔ کوئی عجیب و غریب منزل ڈیپارٹمنٹ والوں نے سیندک کے حوالے سے جواب بھیجا ہے۔ تو یہاں وہ آتے تھے آج سوالات جوابات ہوئے تھے؟ سر! کیا ہوا وہ defer کر دیے question ہمارے۔</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: جن کے جوابات ملے تھے ان کو off dispose کر دیا۔ جوابات کو کر دیا۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: کیوں کہ میرا ایک سوال ہے منزل ڈیپارٹمنٹ کا۔ میرا سیندک CSR کے حوالے سے ایک سوال ہے منزل ڈیپارٹمنٹ کا اور جنگلات میں باقی جو ساتھیوں کے سوالات ہیں اُس حوالے سے میں نے ایک دو شنبی سوالات کرنے ہیں۔</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: وہ آپ ابھی late آئے ہیں وہ جو ہے گزر گیا سلسلہ۔ ابھی ہم لوگ قرارداد کی طرف آتے ہیں۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: نہیں نہیں کیا وہ آئے تھے منظر صاحب؟</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: منظر صاحب بھی نہیں ہیں۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: تو میرا defer کر دیں۔</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: اگلے سیشن میں پھر آئیں گے سوالات۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: اگلے سیشن میں لے آئیں۔</p> <p>جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب ہیں۔</p> <p>میر محمد عارف محمد حسni: سر! میں تھوڑی بات کرنا چاہوں گا point of order پر۔ جنگلات کے وزیر صاحب کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ عرب شیخ جو ہمارے علاقے میں پچھلے چالیس سالوں سے جنگلات۔ کیونکہ سوالات جوابات ہوئے ہیں اسی حوالے سے تھوڑی بات کرنی ہے میں نے۔ پچھلے چالیس سال سے ہمارے علاقے میں توک کے شیخ، توک کا گورنر شیخ فہد، یہلے انکے والد صاحب ادھر آتے رہے ہیں شکار کے لیے۔ انہوں نے ہمارے علاقے میں چانگی میں کوئی</p>	
--	--

بھی ترقیتی کام نہیں کروایا۔ صرف ایک ہسپتال کی بلڈنگ بنائی اُس ہسپتال میں بھی ہم نے ان سے کہا آپ یہ خود چلا لیں ہمارے لیے ممکن نہیں ہے بڑی بلڈنگ آپ نے چالیس سال بعد بنادی ہے۔ مگر انہوں نے بجائے خود چلانے کی وہ بھی handover کر دیا ہے provincial government کو۔ اسکے لیے میں الگ سوال کروں گا عرب شجاع کے ساتھ کیا agreement ہوا تھا؟ فی الحال وہ ظاہر ہے وہ detail بھجوائیں گے منزل ڈیپارٹمنٹ والے یا ہوم ڈیپارٹمنٹ والے کہ طریقہ کار کیا ہوتا ہے agreement جو آپ کرتے ہیں اُس میں شرط اور شرائط کیا رکھی جاتی ہیں علاقے کے CSR کے حوالے سے کوئی فنڈ وغیرہ دیے جاتے ہیں یا نہیں؟ یا جو یہاں پر provincial government کو جو ملک دیے جاتے ہیں اُن کا بعد میں کیا کیا جاتا ہے؟ اور ان سے پوچھا جائے کہ جی آپ چالیس سال سے علاقے میں شکار کر رہے ہیں federal government کے through تو آپ نے علاقے میں کیا کیا؟ فی الحال آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروں گا۔ کہ شکار میں ہمارے ملک میں قوانین ہیں کہ سو سے زیادہ تلو آپ شکار نہیں کر سکتے۔ آپ جو agreement کرتے ہیں اُس میں سو، دو سو کا ذکر ہوتا ہے کہ جی اس سے زیادہ آپ لوگوں نے شکار نہیں کرنے ہیں۔ مگر یوگ آ کر یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں شکار کر کے چلے جاتے ہیں اُن سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ عارف جان حسني صاحب! زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 148 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ اٹھا رہو یں آئینی ترمیم کے بعد وفاقی لیویز صوبے کے حوالے کی گئی ہے۔ لیکن تا حال وفاقی لیویز کے ہزاروں ملاز میں کے مستقبل کی بابت صوبائی حکومت نے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے ہیں۔ جس کی وجہ سے وفاقی لیویز کے ملاز میں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی لیویز ملاز میں کے سروں اسٹرچر اور ان کے مستقبل کی بابت عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ ان میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی، admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مسٹر اسپیکر صاحب! thank you very much! اس سے پہلے میں نے last year ایک قرارداد پیش کی تھی اسی عنوان کے تحت غالباً یہ قرارداد 28 مئی 2021ء کو ایوان نے یہ قرارداد اسی نوعیت کی فیڈرل لیویز سے متعلق تھی یہ پاس ہوئی تھی۔ اور اُس وقت ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ لیویز فورس جن کی تعداد اُس وقت کوئی 7 ہزار تھی، اب وہ ریٹائرمنٹ پر جا رہے ہیں اب کوئی ساڑھے 5 ہزار وفاقی لیویز والے رہ گئے ہیں۔ مسٹر اسپیکر!

ایسا ہے کہ جب اٹھار ہویں ترمیم ہوئی اُسکے بعد council of common interest کا جلاس ہوا۔ اُس میں کہا گیا کہ چونکہ devolve ہوا ہے۔ لہذا وفاقی لیویز کو بھی صوبے کے حوالے کیا جائے۔ اور اس میں خیر پختو خوانے اپنی تمام وفاقی لیویز کو merge کیا اپنے صوبائی لیویز میں یا پولیس میں۔ مگر ہماری حکومت home department last year 19 اپریل 2022ء کو اس میٹنگ میں ظاہری سیفراں میں یہاں ایک میٹنگ منعقد ہوئی غالباً 19 اپریل ابھی 2022ء کو۔ اس میٹنگ میں ظاہری سیفراں کے home department کے سیفراں میں فیصلہ ہوا۔ کہ اب مزید وفاقی حکومت ان کو خواہیں دیگی۔ اب یہ تمام کام صوبائی حکومت کرے گی۔ اور جناب اسپیکر! آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ رابرٹ سنڈین جو 1867ء میں پہلی مرتبہ ڈیرہ غازی خان میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور پھر انہوں نے adventure کی، وہ ریاست قلات چلے گئے۔ وہاں سے پہلی مرتبہ وہ 1876ء میں کوئٹہ آئے۔ اور پھر کوئٹہ کو اُس نے capital بنایا اور چیف کمشنر کا یہاں انہوں نے province بنایا۔ اور پھر جا کر کے انہوں نے یہاں وفاقی لیویز کا ایک نظام بنایا جو کہ community policing کا نظام تھا۔ جس نے یہاں کے عوام یہاں کے علاقوں میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے انہوں نے وفاقی لیویز کا setup بنایا۔ اور یہ چلتا رہا۔ یہ موروثی تھا جب باپ مرتا تھا تو بیٹا اُس کی جگہ ہوتا تھا رسالدار، نائب رسالدار، سپاہی۔ بہر حال یہ سیفراں کے تحت چلتا رہا۔ وفاقی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ لیکن بعد میں اٹھار ہویں ترمیم کے بعد انہوں نے کہا کہ اب ہم جو ہے اس کو بالکل اس صوبے کے حوالے کرتے ہیں۔ اور last 2022-23ء کے بجٹ جو ہے نا انہوں نے رکھا ہے سیفراں نے، باقی انہوں نے مکمل طور پر انکار کیا ہے سیفراں کی میٹنگ کے minutes بھی میرے سامنے ہیں خیر پختو خوانے جو خصم کیا تھا وہ بھی میرے سامنے ہے۔ کہ انہوں نے اپنے تمام وفاقی لیویز کو خصم کیا اپنے صوبائی لیویز یا صوبائی پولیس میں۔ اب جناب اسپیکر! ضرورت اس امر کی ہے کہ وفاقی لیویز اُس وقت جو British Balochistan district تھا جو چیف کمشنر province تھا، جن کے سولہ نو شکلی، چاغی، ثواب، شیرانی، لورالائی، دکی، کوہلو اور ڈیرہ گلٹی یہ British Balochistan میں وفاقی لیویز تھی۔ اب یہ بچارے مزید کہاں جائیں گے۔ جب یہاں سروس اسٹر کچر صوبائی لیویز نہیں بنا یہی اُس پر توجہ نہیں دے گی۔ تو ابھی سے بھی ان کے تقریباً تین چار ماہ کی تھوڑیں وفاقی لیویز کی بند پڑی ہیں۔ تو آزمیں ملٹری صاحب تشریف فرمائیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ آپ اس حوالے سے home department میں میٹنگ منعقد کریں، DG لیویز صاحب ہمارے صوبائی اور home department یہ سب، فناں تاکہ وفاقی لیویز سروس سٹر کچر بنے۔ اسکی seniority کا معاملہ حل کیا جائے۔ اور اُس کو باقاعدہ طور پر اب صوبائی لیویز میں خدمت کیا جائے۔ تاکہ وہ جو پانچ ہزار سے زائد لوگ ہیں

تفہان سے لیکر ژوب تک لوگ شامل ہیں، مختلف، ڈیڑھ بلنی، بارکھان، مری، اور ژوب، شیرانی، قلعہ عبداللہ سارے کے ہیں تو کم از کم ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ thank you district مسٹر اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے۔ جی عارف صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! اس میں میرا ضلع بھی شامل ہے چانغی۔ تو میری گزارش یہ ہے یہ قرارداد پاس کر کے federal government کو بھجوایا جائے۔ بجائے ان کو merge کرنے کے provincial یوں میں۔ ان کو قرارداد پاس کر کے بھجوایا جائے کہ جیسے پہلے سے وہ فنڈنگ کر رہے ہیں salary کے حوالے سے یا باقی جو بھی مراعات وغیرہ ہیں۔ ان کے حوالے سے جیسے وہ فنڈنگ federal government کرتی رہی ہے آئندہ بھی وہ ان کی فنڈنگ کرتی رہے۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر!

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

وزیر صحت: میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ یہ انگریز کے دور کا قانون تھا جب میں فناس میں تھا تو اُس وقت بھی یہ مسئلہ ہمارے سامنے آیا تھا۔ اُس وقت کے اگر اس کے خدوخال کو دیکھا جائے تو انگریز نے یہ system بنایا تھا۔ کہ جو tribal elders ہیں ان کے حوالے سے علاقے میں امن و امان قائم ہو۔ اور اس میں زیرے صاحب کو یاد ہو گا ایک لفظ ہے بازی گر۔ وہ ساری جو تھوڑا جو جاتی ہے وہ ایک ملک کو ایک tribal elders کو جاتا ہے۔ پھر ان کی مرخصی کہ وہ آگے کتنے بازی گیر کھتے ہیں اور اپنے علاقے میں امن و امان قائم کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھاتے ہیں۔ میرے خیال میں اب ہم ایک نئی دنیا میں آگئے ہیں جہاں قانون کی حکمرانی ہے۔ جہاں قانون کی پاسداری ہے جہاں قانون اور کورٹ کی بات چلتی ہے اسے بھی کی بات چلتی ہے۔ تو میری گزارش home minister صاحب سے اور home department سے یہ ہو گی اور معزز ممبران سے۔ کہ ہم بازیگروں کو اب tribal elder کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں۔ ان کے لیے باقاعدہ کوئی قانون وضع کریں اگر یہ صوبائی گورنمنٹ میں merge ہوتے ہیں لیویز میں seniority کا مسئلہ آ جاتا ہے وہاں پر شاید وہ بہت پہلے سے ہو۔ پھر ان کے درمیان آپس میں چاقش ہو گی۔ تو federal government سے بھی یہ request ہے کہ جہاں پرانہوں نے یہاں میاں صوبے کو transfer کی ہیں تو مہربانی کر کے وہ وسائل کے ساتھ transfer کریں۔ جتنے ان کو وسائل دیئے جا رہے تھے وہ بھی صوبے کو transfer ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ صوبائی exchequer پر مزید بوجھ آ جائے گا۔ میری اتنی سی تجویزی ہی۔

شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یقیناً یہ جو لیویز کا نظام تھا۔ جو پرانے جتنے ہمارے لیویز کے تھے جتنا structure ہے وہ وفاقی لیویز کی ملکیت ہے صوبائی لیویز بعد میں بن گئی۔ اور CCI کی میٹنگ ہوئی ہے 19 اپریل کو سیفراں کی میٹنگ ہوئی ہے انہوں نے صاف طور پر انکار کر دیا ہے کہ اب وفاقی حکومت ہم نہیں لیں گے۔ جس طرح انہوں نے بلوچستان پیکنچ میں ہمیں پانچ ہزار ٹھیکر زدیے۔ ایک دوسرا وفاقی حکومت نے تنخواہیں دیں دیں بعد میں وہ ٹھیکر مجبوراً صوبائی حکومت کو accept کرنے پڑے۔ اب lady health worker کا بھی یہی مسئلہ تھا اور بلوچستان پیکنچ کا بھی یہی مسئلہ تھا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: دیکھیں خیر پختونخوانے با قاعدہ یہ اجلاس کیا ہے انہوں نے اُن کو صوبائی لیویز میں ضم کیا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر جو ہے وزیر داخلہ سے میرے خیال سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کہاں تک اس پر کام کیا ہے یقیناً پورے بلوچستان کا issue ہے جی۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ داخلہ و قائمی امور و جیل خانہ جات: بسم اللہ الرحمن الرحيم جناب اسپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے بار بار بات بھی کی گئی ہے۔ جب سے جو ہے وفاقی حکومت نے انکی تنخواہیں بند کی ہیں اُس کے لئے اگلے ماہ سے ہم اُن کی تنخواہیں بھی دے رہے ہیں تقریباً وہ تنخواہیں میرے خیال سے 2 ارب 58 کروڑ 64 لاکھ روپے بنتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں سیفراں اور فناں ڈویژن کے مشورے سے مشورہ کیا گیا ہے کہ سی سی آئی میں فنڈنگ کے معاملے کو اٹھانے کے لئے ایک سمری بھیجی جائے گی۔ کیوں کہ اگر ہم انکو permanent basis پر تنخواہیں صوبائی حکومت کے فنڈز سے دینے گے اس وجہ سے ابھی تک انکے ضم ہونے کو روکا بھی اس وجہ سے ان کو ضم کیا بھی نہیں گیا ہے۔ لیکن 18 ویں ترمیم کے بعد یہ اس کو ضم کرنا ہے۔ لیکن جب تک اسکے financial issues کو حل نہیں کیا جاتا۔ اُس کا اگر ایک آپ سالانہ لگائیں تو یہ تقریباً کوئی پانچ ساڑھے پانچ ارب روپے بن جاتے ہیں۔ تو اس فنڈ کے معاملے کو سی سی آئی کی میٹنگ میں ایک سمری بھیجی جا رہی ہے صوبائی حکومت کی طرف سے۔ اُس میں انشاء اللہ جو ہے دوسرے بھی ادارے ہمارے ساتھ ہیں۔ توجب بھی یہ مسئلہ حل ہو جائے گا پھر ان کو ضم بھی کر دیں گے اور ان کی تنخواہیں permanent basis پر فیڈرل سے حل کروالیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر جتنا جلد ہو سکے جلد آپ لوگ کوئی اقدام اٹھائیں کیونکہ پانچ ہزار لوگوں کی تنخواہوں کا مسئلہ ہے میرا خیال سے۔

وزیر داخلہ: میٹنگ میں ہم نے سمری تیار کی ہوئی ہے وہ سمری پھر ادھر پھیجنی ہے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ۔ جام صاحب! آپ قرارداد سے متعلق بات کریں گے۔ آیا قرارداد نمبر 148 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 148 منظور ہوئی۔ جی جام صاحب۔

میر جام کمال خان عالیانی: شکریہ جناب اپسیکر صاحب۔ میں public importance کے حوالے سے ایک چیز کو discuss کرنا چاہ رہا تھا۔ تھوڑا بہت ہمارا ضلع بھی اُس حوالے سے متاثر ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ بلوچستان کے اُس دوسرے ضلع بھی ماضی میں بھی ہوئے ہیں۔ ابھی بھی کچھ ہوئے ہیں۔ اور شاید آگے بھی یہ چیز ہو سکتی ہے جناب اپسیکر صاحب! اگر لوکل گورنمنٹ ایکٹ کھولا جائے تو اُس میں باقاعدہ طور پر ایک چیز واضح ہے کہ اگر آپ نے ایک موضع بنانا ہے، ایک یونین کو نسل بنانی ہے، میونیپلی ترتیب دینی ہے تو اُسکا criteria بڑا ہی واضح ہے، چاہے وہ پاپولیشن کے حوالے سے ہو یا کسی اور انداز میں ہو۔ لیکن یہ میرا بھی experience رہا ہے اور موجودہ جو صورتحال لبیلہ، پیشیں، باقی علاقوں میں بھی ہوئی ہے اُس میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ بلوچستان میں شاید ابھی تک نئے ضلع کے قیام کے لیے کوئی criteria نہیں ہے یہ totally ایک ایسا decision ہے جس کو یقینی طور پر کابینہ سارے فیصلے لیتی ہے۔ لیکن ان سارے فیصلوں کے اندر کابینہ کا بھی کوئی criteria کوئی پیمانہ ہوتا ہے۔ لیکن نئے ضلع کی ابھی تک کوئی ترتیب بنی نہیں۔ سب سے پہلی بات تو میں اس حوالے سے فورم سے آپ کے توسط سے یہ گورنمنٹ کو اگر ایک guideline دی جائے کہ کم از کم وہ کسی ایکٹ کی طرف یا کسی legislation کی طرف تھوڑا سا کام start کر دے کہ آنے والے وقت میں بھی اس کی بڑی ضرورت پڑے گی کہ اگر کوئی نیا ضلع بنانا ہے تو اُس ضلع کو بنانے کا کیا طریقہ کار ہونا چاہیے؟ اُس کے indicators کو دیکھنا چاہئے اُس کے اندر پاپولیشن کو کس measure پر دیکھنا چاہیے۔ اُسکی آبادی، اُسکی economic activities، اُس کی باقی ساری چیزوں کو، اُس کے tribal issues کو، اُس کے neighbouring districts کو اور باقی چیزوں کو کیا factor میں لانا چاہیے اور پھر ایک decision جو بھی آئے گا بہتر ہوگا۔ ابھی حال ہی میں ایک وفد بلکہ مجھ سے بیہیں پر باہر ملا تھا۔ اور انہوں نے مجھ سے request بھی کی، وہ پیشیں سے میرے خیال سے آیا تھا میرا پیشیں سے تعلق تو نہیں ہے۔ کیوں کہ انہوں نے ریکویسٹ کی تھی کہ شاید ان کی کمیٹی بھی گورنمنٹ نے بنائی ہے۔ وہ اپنے معاملات کو بہت clearly اُسکے اندر put up بھی کر رہے ہیں۔ میں جناب اپسیکر صاحب! کیونکہ میرا تعلق لبیلہ سے ہے۔ میں اُس حوالے سے ضرور ایک دو باتیں کرنا چاہوں گا کہ موجودہ جو طریقہ کار سے کوئی ایک ضلع بنانا ہے۔ اب اُس میں یہ طریقہ دیکھا جا رہا ہے کہ یہ پسند ناپسند کے بارے میں jurisdiction بنایا جاتا ہے۔ یعنی کہ اگر میں یہ تحریک کو لینا جاہتا ہوں یا نہیں لینا جاہتا، میں اس سیکھر کو اپنے

پاس رکھنا چاہوں گا یا نہیں رکھنا چاہوں گا۔ اور میں تو تین چار دن پہلے جب چیف منسٹر آف بلوچستان نے میرے خیال میں کہیں ایک ٹی وی پر انٹرو یونیکی دیا تھا کہ اور تسلیم بھی کیا کہ اُن سے یہ فیصلہ بڑی عجلت میں ہوا۔ اور یہ مناسب نہیں تھا کیونکہ census or consensus دنوں کی ضرورت تھی۔ بر اتجاب اس بات پر ہوتا ہے کہ ہم بلوچستان میں جب بھی کوئی چیز advertise کرتے ہیں اور چاہے وہ کوئی مائنگ کی لیز ہو یا کوئی این اوی ہو کسی فیکٹری کی یا کوئی environmental process ہو، ہم ہمیشہ اس میں public hearing ضرور ایک factor رکھتے ہیں کہ جو فیصلہ ہم عوام کے لئے کرنا چاہتے ہیں، کیا عوام یا وہ لوگ اس پر اپنے تخطیفات رکھتے ہیں۔ اگر رکھتے ہیں تو کس فورم کو اُس کو address کرنا چاہیے۔ اور پھر ان سارے تخطیفات کو لیتے ہوئے پھر صوبائی حکومت ایک فیصلہ کرے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری پچھلی گورنمنٹ میں ایک اسی طرح کا سلسلہ ہوا جب قلعہ عبداللہ کے اندر دو ڈسٹرکٹس بنائے گئے۔ ہمیں کم سے کم سات سے آٹھ یا نو میئنے لگے اُس process کو complete کرتے ہوئے۔ ان سارے stakeholders کو ایک bench پر لاتے ہوئے۔ ان کی کہیں مینگز کراتے ہوئے۔ پھر سارے ڈپارٹمنٹس کے data کاٹھا کرتے ہوئے پھر جا کے decisions ہوئے جس کو پھر لوگوں نے تسلیم کیا۔ یہاں سلسلہ ایجاد یکھا گیا کہ جہاں 80 فیصد اُس ضلع کے لوگ اُس ضلع کو تسلیم بھی نہیں کرنا چاہ رہے لیکن persistently شاید ایک ممبر ہے جو بعندہ ہے کہ انکو ایک ضلع چاہیے اُس کو پورا کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف وہ طریقہ اپنایا جاتا ہے بلکہ دوسرے علاقے کے ایم پی اے کے علاقے کو بھی اپنے ضلع کے merge کرنے کی کوشش کی گئی جس کا نو ٹیکنیشن بھی ہو چکا ہے، باقاعدہ لوگ گورنمنٹ ایکٹ کا یہ rule ہے، کہ لوگ گورنمنٹ ایکشن جب transfer ہوتے ہیں تو اُس دوران posting بھی نہیں ہوتے نیا ضلع اور نیا jurisdiction بنا جاتا۔ بہت دور کی بات ہے۔ لیکن ان ساری چیزوں کو بھی cross کیا جاتا ہے۔ یہ کیس یقینی طور پر کورٹ میں بھی ہے اور میں امید رکھوں گا چیف منسٹر سے گورنمنٹ سے بھی cabinet سے بھی کہ وہ اس پر ---

(خاموشی۔ اذان عشا)

زیادہ وقت جناب اسپیکر انہیں لوں گا۔ اس میں جو Legislation کی طرف میں بات کر رہا تھا کہ اگر پر اونسل گورنمنٹ اس پر کمیٹی قائم کرے اس کا ایک criteria بنائے یہ شاید آج مجھے متاثر کر رہا ہے، کل کسی اور حلقوں کو بھی کرے گا پرسوں کسی اور کو بھی کرے گا۔ لیکن اگر ہم اس کا ایک طریقہ کاراً گرو ا واضح قانون کے ذریعے بنائیں تو شاید وہاں کے لوگوں کو بھی اعتراض نہیں ہو گا اور اصولی طور پر ایک چیز بن بھی جائے گی۔ اس کی چھوٹی سی مثال میں آپ کو اس حوالے سے دینا چاہوں گا کہ اس حوالے سے جو ایک چیز بہت سامنے آئی ہے کہ ایک آپ کا ایسا ضلع بھی بلوچستان میں ہے جو چالیس ہزار

اسکواڑ کو میٹر پر محیط ہے اور کچھ ایسے بھی اضلاع ہیں جو اگر بھی نئے بننے ہیں جو شاید ایک ہزار اسکواڑ پر بھی نہیں ہونگے اگر اسی طرح بہت سارے اضلاع ہم بنانے کی کوشش میں جائیں تو یقینی طور پر ان کا جتنا بجٹ ہے، اُنکے جتنے بھی یہاں ان کی جتنی بھی economic activities ہیں اس پر جتنے اخراجات آئیں گے وہ بلوچستان کی treaty سے کٹیں گے۔ وہ یقینی طور پر اور اضلاع کے شہر سے کٹیں گے کسی اور ڈویژن کے شہر سے کٹیں گے۔ تو میں آخر میں صرف یہی چاہوں گا کیونکہ ہم اپنا کیس تو اپنے لحاظ سے ضرور آگے کی طرف pursue کریں گے۔ لیکن ایک اچھی سی Legislation اس اسمبلی کے favour میں بھی جائیگی کہ ایک کمیٹی اگر قائم کر کے اس پر تجوڑی سی ورگنگ کریں کہ ہم ایک ایسی اچھی ترتیب بنائیں کہ یہ criteria کم از کم ہونا چاہئے تاکہ کوئی ایک ضلع بنے، ایک نئی تحصیل بنے، ایک نیا ڈویژن بنے تاکہ آنے والے وقت میں یہ صرف میری صوابدیدنہ ہو یا کیسی اور کی صوابدیدنہ ہو کہ اُس کو جب بھی ایک ضلع بنانا ہو وہ بنا دیں یا جب بھی کوئی ضلع توڑنا ہو تو وہ توڑ دیں۔ بہت بہت شکر یہ۔

(اس مرحلہ میں حاجی احمد نواز بلوچ، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب اصغر علی ترین: جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی اصغر صاحب

جناب اصغر علی ترین: جام صاحب نے یہاں گفتگو کی اضلاع کے حوالے سے۔ جام صاحب ہمارے قابل محترم ہیں مہربان ہیں بڑے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تین سال تقریباً جام صاحب یہاں وزیر اعلیٰ رہے ہیں یہاں اُن کی خدمات ہیں۔ اُن کے ڈور میں بھی یہاں ضلع بننا۔ اگر بات کی جائے criteria کی کہ ضلع کو بنانے میں کیا ہوں چاہئے کیا روشن اور گلوبال ہونے چاہئیں کتنی پاپولیشن ہونی چاہئے کتنی تعداد ہونی چاہئے۔ تو میرا خیال ہے جس نام قلعہ عبداللہ ضلع بن رہا تھا یا چین کو، یہ قلعہ عبداللہ اور چین دو ضلعوں میں تقسیم کرنے کی بات ہو رہی تھی۔ تو اُس نام یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ اسکا criteria کیا ہونا چاہئے اس کی پاپولیشن کیا ہونی چاہئے اور اُس کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اس موقع پر جب اگر آپ ڈسٹرکٹ کی بات کرتے ہیں شاید میں بات نہ کرتا چونکہ وہ پیشین کی بات تھی کہ وفد ہے اس سے ملا ہے۔ یقیناً یہاں اس ہاؤس میں پیشین کے ہم تین نمائندگان بیٹھے ہیں تینوں کا تعلق ہے یو آئی سے ہے۔ اور ہمارے پیشین میں جن ساتھیوں کو، جن بھائیوں کو، وہ ہمارے قابل احترام ہیں ہمارے دلوں میں اُنکے لیے احترام ہے۔ انہوں نے جو خدمات ظاہر کیے ہیں پھر وہ با قاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی پھر وہ کمیٹی با قاعدہ کمشنر صاحب سے اوڈی سی صاحب اور با قاعدہ سینئر ممبر ایم بی آر سے اُن کی ملاقات میں ہوئی ہیں اُن سے رپورٹ مرتب کی گئی کہ رپورٹ پیش کی جائے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! ان حالات میں پیشین کا ذکر کرنا یا اضلاع کا ذکر کرنا تو یہ مزید پہاڑی مناسب نہیں ہماری ایک

قبائلی روایات ہیں ہم ایک ضلع کے رہنے والے ہیں اور وہاں سات آٹھ قویں ہستی ہیں ہم ایک دوسرے کا بڑا احترام و قدر کرتے ہیں معاملہ sort-out جو ہو چکا ہے اس کو اسمبلی فلور پر کرنا، ہمیں خوشی ہوتی ہے اگر جام صاحب اپنے دور میں ضلع بنانے میں criteria facts and figures کوئی ہوتے، کوئی طریقہ کارہوتا تو آج ہمیں یہ مشکل نہ ہوتی۔ تو یقیناً اگر کسی ڈسٹرکٹ کی بات کی جائے تو پہلے اس کے پیچھے دیکھا جائے اس کے خدوخال کو دیکھا جائے اور پھر بات کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

میر محمد عارف محمد حسنی: بات کروں۔

جناب چیئرمین: جی۔ جی۔

میر محمد عارف محمد حسنی: میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں معد نیات منزل ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بلوچستان میں ڈشمنیوں کی سب سے بڑی وجہ یا تو اکل بادیز کے لیکشن ہیں یا تو منزل ڈیپارٹمنٹ۔ منزل ڈیپارٹمنٹ میں اول تو پیسے کے بغیر کام نہیں ہوتا۔ اگر پیسے آپ دے دیں تو کسی بھی کسی کی بھی پہلے سے کی گئی الامتحنٹ آپ اپنے نام الٹ کرو سکتے ہیں۔ یہ ایسا آفس ہے ہر الامتحنٹ کا یہاں پر ریٹ فکس ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کو ٹوٹل کمپیوٹرائزڈ کرنا پڑے گا اور اس ڈیپارٹمنٹ کے کرپٹ اہلکاروں اور آفیسرز کو عبرت کا نشانہ بنانا پڑے گا۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو یہ بھی سیدھا نہیں ہو گا اور اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے لوگ ڈشمنیوں کی بھینٹ چڑھتے رہنگے۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔

محترمہ شکلیل نوید قادری: جناب اسپیکر! میں یہاں اپنے بھائیوں کی اور جتنے بھی colleagues ہیں ان کی ایک طرف توجہ دلانا چاہوں گی۔ المیہ یہ ہے کہ جب بھی ہمارے یہاں ایشوز اٹھتے ہیں تو ان کو بہت زیادہ لیا جاتا ہے اس کو دبادیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! اسوقت وفاق میں آپ کے سب سے زیادہ ڈو میسانٹ بلوچستان کے ہیں وہ fake officers اس وقت کام کر رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی باہر سے آتا ہے ایک تو بلوچستان مہربان صوبہ ہے ہمارا جہاں سے کسی کو لے آئے وہ آ جاتا ہے۔ اس کے بعد نہ صرف وہ اپنے اکل ٹھیکیٹ اور خاندانوں کے ڈو میسانٹ بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ہمارے پھوٹ کی میڈیا کل seats ہمارے پھوٹ کی سکالر شپ یہ سب ہم سے چلی جاتی ہیں۔ لیکن ابھی وفاق میں جو ڈو میسانٹ کے issues ہیں کہ آپ کے بہت سے ڈو میسانٹ جو بلوچستان جعلی ڈو میسانٹ آفیسرز آپ کے وفاق میں کام کر رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب سابق گورنر امان اللہ یاسین زی صاحب نے اس issue کو اٹھایا تھا اور با قاعدہ ڈیٹی کمشنر مستونگ نے کوئی more

لوگوں کی کمی کے باوجود اس کی بھی identify than four hundred fake-domiciles اسی طرح باقی ڈسٹرکٹس کو بھی یہ responsibility DCs دی تھی انہیں sortings کی تھیں تو بہت سے لوگوں کے پاس جعلی ڈو میسائل بھی نکلے، لوکل بھی نکلے شناختی کارڈز بھی۔ اور ابھی بھی یہ سلسلہ جناب اسپیکر! جاری ہے۔ آپ اپنی سیٹ سے کم ازکم اپنے توسط سے یا ایک رولنگ دے سکتے ہیں کہ وہی جو پچھلا ڈیٹیا جو امان اللہ یا سین زئی کے ٹائم میں انہوں نے کام اسٹارٹ کروایا تھا DCs نے باقاعدہ اپنی لٹیشن بنائی تھیں۔ وہ بھی لے کر آئیں اور اسوقت جو وفاق میں فیڈل لیوں پر جو ہمارے جعلی جتنے بھی ڈو میسائلز پر آفسرز لگے ہیں کم ازکم ہم یہ چاہتے ہیں بھیثیت بلوچستانی اس سرزی میں کے ہوتے ہوئے کہ سزا اور جزا ہونا چاہئے، ان کی نو کریاں ختم کر دینی چاہیں۔ ان کی سکالر شپس ختم کر دینی چاہیں تاکہ دوبارہ کم ازکم ہم بلوچستانیوں کا حق تو ہمیں مل سکے۔ ایک تو خدا کی طرف سے جو آتا ہے وہ ہمارے لئے ہے عذاب لیکن دوسرا عذاب ہمارے لئے جو یہ بنا ہوا ہے۔ اس چیز کو encounter کرنے کے لئے ہمیں اس کے لئے کوئی نہ کوئی ضروری steps اٹھانے ہیں۔ تو آپ کی سیٹ کے توسط سے آپ رولنگ بھی دے سکتے ہیں۔ آپ وہ پچھلا previous جتنا بھی ڈیٹیا ہے آپ آسمبلی میں ان کو بولا کے ہم سب کے ساتھ share بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! محترمہ نے point raise کیا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں اس ایوان نے قرارداد بھی یہاں پاس کی اگر آپ کو یاد ہو۔ سب سے پہلے سینیٹ میں جب شہید عثمان خان کا کڑ سینیٹر تھے تو انہوں نے وہاں point raise کیا تھا کہ وفاقی اداروں میں کارپوریشنز میں جن کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے، ان میں ہمارے صوبے کے کتنے لوگ کام کر رہے ہیں؟ تو بتایا گیا کہ ہزاروں لوگ یہاں کے ڈو میسائل پر وہاں ہماری پوسٹوں پر کام کر رہے تو سب حیران رہ گئے کہ یہاں سے تو کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں کوئی پستون، کوئی بلوج، یہاں کے جو اور یجنل لوگ تھے وہاں کسی ڈیپارٹمنٹ میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ جب تحقیقات کی گئی تو ہوا یہ تھا کہ بہت سارے ہزاروں لوگوں نے جعلی ڈو میسائل بنائے تھے۔ اور ہمارے ان ڈو میسائل پر آج وہ فارن آفس میں، ایف آئی اے میں، ریلوے میں، کشمکش میں دیگر جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں وفاق کے کوئی سو کے قریب کارپوریشن کو ملا کے جتنے بنتے ہیں ان میں ہمارے صوبے کے ڈو میسائل بنا کر کے مختلف ڈسٹرکٹس کے، تو پھر یہاں بہت بڑی بحث ہوئی۔ پھر آپکی good-Chair نے رولنگ دی کہ چیف سیکرٹری اس سلسلے میں تمام ڈیٹی کمشنز سے تمام لٹیشن مغلوائیں، یونین کوسل وائز وہاں لٹیشن بنائیں کہ یونین کوسل میں یہ بندہ کس یونین کوسل سے اس کا تعلق ہے کہ وہ آج فارن آفس میں اس پوسٹ پر ہے۔ اور اینے آپ کو وہ مستونگ کا ظاہر کر رہا ہے، لورالائی کا ظاہر کر رہا ہے یا پیشین کا یا خضدار کا۔ اس حد تک

یہاں رولنگ دی گئی۔ وہاں پھر مستونگ کے ڈی اسی صاحب نے جس طرح محترمہ نے کہا ہے کہ انہوں نے کوئی ڈھائی تین سوکی وہاں انہوں نے لسٹ جاری کی کہ یہ یہ بندے ہیں۔ لورالائی میں ہوا، لورالائی میں اس وقت آج سے دوسال پبلے تو وہاں باقاعدہ کمیٹی بنائی گئی لورالائی میں۔ وہاں مقامی طور پر کمیٹی بنائی گئی انہوں نے بہت کام کیا لیکن اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جو بھی تھے وہ تعاون نہیں کر رہے تھے۔ آج بھی یہ جواب تشنہ طلب ہے کہ حکومت نے وہ لشیں ابھی تک کیوں اسمبلی کے سیکرٹریٹ تک نہیں پہنچائی ہیں؟ جو لوگ ڈو میسائل پر جعلی بوگس لوکل یا ڈو میسائل پر لگے ہیں انکی لشیں ڈپٹی کمشنر کیوں نہیں بنارہے ہیں؟ جب already اسمبلی کے اسپیکر صاحب نے آپ کی good Chair نے رولنگ دی تھی قرارداد پاس ہوئی تھی اور سینٹ میں ہوئی تھی یہ سب کچھ ہوا۔ آج مکمل خاموشی چھا گئی۔ اور اب نہ آپ نے کچھ کیا اور نہ میں نے کچھ کیا اور وہ کام اُسی طرح رہ گیا ہے۔

(اس مرحلہ میں سردار بابرخان موئی خیل، قائم مقام اسپیکر نے دوبارہ اجلاس کی صدارت کی)

الہذا میں جناب اسپیکر صاحب! یہ جو پوائنٹ ہم بول رہے ہیں کہ جعلی ڈو میسائل لوکل کے حوالے سے کہ یہ رولنگ پاس ہوئی تھی۔ اسمبلی نے قرارداد پاس کی تھی۔ چیف سیکرٹری کو حکم دیا گیا تھا کہ تمام ڈپٹی کمشنز راپنے اپنے اصلاح میں یونین کوسل کی سطح پر لشیں بنائیں کہ کون کون یہاں جعلی ڈو میسائل پر کس کس ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہا ہے وہ کام رک گیا ہے۔ الہذا آپ مہربانی کر کے دوبارہ رولنگ دیدیں کہ جو کام سونپا گیا تھا چیف سیکرٹری کو ڈپٹی کمشنرز کو وہ کام ادھورا کیوں رہ گیا ہے اس کام کو پورا کیا جائے اور اس سے ہمارے ہزاروں لوگ روزگار پر آ جائیں گے اور ان کے خلاف کارروائی ہو جائے۔
شکر یہ اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ، زیرے صاحب، یہاں اسمبلی کے باہر دھرنے والے بیٹھے ہوئے ہیں جو آپ لوگ اور میرضیاء اللہ صاحب اور بھی ہمارے ایم پی ایز ہیں، ان سے بات ہوئی تو کہاں تک آپ لوگوں کی اس پر پیشرفت ہوئی کہاں تک آپ لوگوں نے معاملات کو حل کرنے کیلئے کوئی اقدام اٹھایا ہے؟

میرضیاء اللہ لا نگو (مشیر وزیر اعلیٰ برائے مکمل داخلہ و قبائلی امور و جبل خانہ جات): آعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ 14 اگست کو ایک واقعہ پیش آیا تھا جس کے بعد لوگ وہاں دھرنادیئے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقعہ میں ایک بندہ مارا گیا تھا اور تین جو ہیں زخمی ہم وہاں گئے ملک نعیم صاحب، تو ہم میں میں اور وہاں اس علاقے کے نمائندے نور محمد مڑا صاحب اور زمرک خان اچکزئی ہم وہاں گئے ملک نعیم صاحب، تو ہم وہاں ان کی جو ڈیمانڈز تھیں وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی ہے جو ایف آئی آر ہم درج کرنا چاہتے ہیں اینی درخواست کے مطابق، تو ادھر ہم نے فوراً ایکشن لیکر ڈی اسی کو بلا کروہ ایف آئی آر کا مسئلہ حل کر لیا ان کا۔

اور ان کے جو زخمی تھے ان میں ایک کی حالت جو خراب تھی اس کو سرکاری خرچے پر آغا خان ہسپتال میں علاج کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ادھر جو ہے باقی ان کے compensation کا مسئلہ تھا جو بندہ فوت ہو گیا ہے اس کے لئے 15 لاکھ اور پانچ لاکھ روپے کیلئے compensation چیک بھی ڈی سی کے پاس پڑے ہوئے ہیں ان کو صرف received کرنے ہیں باقی کچھ معاملات وہاں آپ کو پہنچے ہے گزشتہ ایک سال سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے وہاں کے حالات کچھ اچھے نہیں ہیں جہاں تین چار ناخوشگوار واقعات پیش آچکے ہیں جس کی وجہ سے ان کے کچھ معاملات سیکورٹی اداروں کے ساتھ ہیں تو ان میں سے بھی ہم چیزوں کو آگے لے جا رہے ہیں تاکہ یہ مسئلہ جو ہم نے وہاں باقی ہے اس میں ہماری سیکورٹی کا بھی مسئلہ ہے اور ان کے بھی problems ہیں تو دونوں کو سیکورٹی کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں تاکہ ہم ایک ایسے نتیجے پر پہنچیں جس سے علاقے کے لوگ بھی مطمئن ہوں اور سیکورٹی کی چیزوں پر بھی اثر نہ پڑے، تو اس سلسلے میں ہم اداکیں اسمبلی کچھ گئے ان کو یہ باتیں کیں کہ ہم نے آپ کے ساتھ جو جو باتیں کی تھیں ان باتوں پر اس حد تک عملدرآمد ہو گئے ہیں اور کچھ پر جو میں سمجھتا ہوں بہت کم رہ گئے ہیں جس پر ہم ان کے ساتھ سیکورٹی فورسز کیسا تھا سب کے ساتھ مشاورت کر رہے ہیں تاکہ کسی طریقے سے ہم وہ معاملات بھی حل کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، میرضیاء لانگو صاحب۔ ان لوگوں کا آج اسمبلی کے باہر یہ دھرنا اور انہوں نے اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کر دیا، میرے پاس بھی آئے، میں نے جہاں تک ان لوگوں کو سنا، کافی مسائل تو ان کے حل ہو گئے، بحثیت اسپیکر میں آپ سے آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے یہ کہتا ہوں کہ جو بھی ان کے مسائل رہتے ہیں، آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مسائل حل کر دیں۔ آپ ہیں، آپ کے آفیسرز ہیں اور بھی جو آپ کو ضرورت پڑے گی تو اس پر آپ مہربانی کر کے ان لوگوں کا آج یہ دھرنا بھی ختم کر دیں اور ان کو یہ تسلی کر دیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کے تمام معاملات کو سنبھالیں گے۔ زیادہ تر معاملات توحی ہو گئے ہیں ان لوگوں کے جو رہتے ہیں ان پر آپ kindly ان کے ساتھ بیٹھ کر کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تھروں اکنے تمام معاملات ختم کر دیں، جتنا آپ لوگوں سے ہو سکے یا ختم کرنے کے معاملات ہوں۔ اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

محترمہ شکلیل نوید قاضی: آواز نہیں آ رہی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: آواز نہیں آ رہی ہے۔ قرارداد پاس ہوئی تھی چیف سینکڑی نے تمام DCs سے جو ڈیٹا مانگا تھا جو جعلی ڈو میسائل سرٹیفیکیٹ یا لوکل، اُنکا ڈیٹا ڈپیٹ کمشنز نے اکٹا کرنا تھا وہ معاملہ ادھورا رہ گیا ہے آپ دوبارہ اس پر رولنگ دیں۔

جناب قائم مقام اپسیکر: اس پر سیکرٹری صاحب! چیف سیکرٹری صاحب کو بول دیں کہ رپورٹ پیش کر دیں کہ DCs نے انکو تمام تفصیلات فراہم کئے ہیں کہ نہیں؟ اگر کیا ہیں تو وہ اسمبلی کے ریکارڈ میں بھی لایا جائے۔
جناب قائم مقام اپسیکر: اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. I Mir Jan Muhammad Khan Jamali, Acting Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday the 29th September, 2022.

جناب قائم مقام اپسیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے متوجی کیا جاتا ہے۔
 (اسمبلی کا اجلاس رات 08:00 جکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆ ۱۶